مسلسل اشاعت کے چھپن سال

دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کا علمی و دینی مجلہ

ماہنامہ الحق

667 / شعبان ۱۴۴۲ھ مارچ ۲۰۲۱

بیاد
شیخ الحدیث
مولانا عبدالحق رحمہ اللہ تعالیٰ

بانی: مولانا سمیع الحق رحمہ اللہ تعالیٰ شہید

سرپرستِ اعلیٰ: مولانا انوار الحق

مُدیرِ اعلیٰ: مولانا راشد الحق سمیع

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلیٰ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَ عَلیٰ اٰلِهٖ وَسَلِّمْ تَسلِیمًا

جلد نمبر 56
شمارہ نمبر 6
شعبان ۱۴۴۲ھ
مارچ ۲۰۲۱

اے بی سی آڈٹ بیورو سرکولیشن کی مصدقہ اشاعت

ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک

بانی	باہتمام	نگران	مدیر اعلیٰ
حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ	حضرت مولانا انوار الحق صاحب	مولانا حامد الحق حقانی	حافظ راشد الحق سمیع حقانی

معاون مدیر: محمد اسلام حقانی

اس شمارے کے مضامین

- نقش آغاز: فضلائے دینی مدارس سے چند گزارشات ...... مولانا حبیب اللہ حقانی ۲
- منافقین کی علامتیں اور نشانیاں .... حضرت مولانا انوار الحق مدظلہ ۶
- دارالعلوم دیوبند کے جشن بہاراں کا منظر (سفرنامہ) ...... حضرت مولانا انوار الحق ۱۱
- حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی ذاتی ڈائری .... مولانا عرفان الحق حقانی ۱۵
- جامعہ دارالعلوم حقانیہ کی تقریب دستار بندی و ختم بخاری ...... مولانا حبیب اللہ حقانی ۲۱
- طالبان ہی افغانستان میں قیام امن کی ضمانت ہیں .... جنرل مرزا اسلم بیگ ۲۳
- ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں مسلمانوں کا جذبہ ایمانی ...... حافظ محمد سلمان عثمانی ۳۴
- آداب تقریب و تقریر .... مفتی ذاکر حسن نعمانی ۳۷
- ماہِ رمضان المبارک تقویٰ کے حصول کا بہترین ذریعہ .... مولانا ابوجندل قاسمی ۴۳
- حقوق نسواں، عورت مارچ اور ہماری ذمہ داریاں .... محمد ابوبکر شیخ ۵۱
- عظیم محدث و محقق علامہ ڈاکٹر محمد عبدالحلیم چشتی نعمانیؒ ...... مولانا عبداللہ بن مسعود ۵۳
- دارالعلوم کے شب و روز .... صاحبزادہ عبدالحق ثانی ۶۹
- تعارف وتبصرہ کتب .... مولانا محمد اسلام حقانی ۶۲

ماہنامہ الحق دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ (خیبر پختونخوا) پاکستان۔
فون نمبر: +92 923 -630435
فیکس نمبر: +92 923 -630922
ای میل: Email: editor_alhaq@yahoo.com
فیس بک ایڈریس: facebook\Alhaq Akora Khattak
ویب سائٹ: www.jamiahaqqania.edu.pk

سالانہ بدل اشتراک اندرون ملک فی پرچہ -/40 روپے۔ سالانہ -/400 روپے۔ بیرون ملک 40$ امریکی ڈالر
پبلشر: مولانا سمیع الحق ' مہتمم جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک۔ منظور عام پریس پشاور
کمپوزنگ: بابر حنیف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نقش آغاز

مولانا حبیب اللہ شاہ حقانی
نائب مدیر ''الحق''

فضلائے مدارس سے چند باتیں

شعبان المعظم کے مہینے میں ہر سال مدارس دینیہ سے ہزاروں طلبہ وطالبات سندِ فراغت حاصل کر کے اور دستارِ فضیلت اپنے سروں پر سجا کر عملی میدان میں قدم رکھتے ہیں، انہوں نے مکتب اور مدرسہ کے ماحول میں بارہ چودہ سال کا زمانہ گزارا، یہ زمانہ یقیناً بے فکری کا زمانہ تھا لیکن اب وہ بے فکری کا زمانہ لد گیا، اب اے فضلائے کرام! آپ کا واسطہ عملی حقائق سے پڑے گا، یہ دور بڑا مشکل اور کٹھن ہے، ہر طرف سے فتنوں کی بارش ہے، میڈیا کے ذریعے انسانی ذہنوں کو غلام بنایا جارہا ہے، جھوٹ کو سچ اور سچ کو جھوٹ ثابت کرنے کی کوششیں تیز ہیں، میڈیا تو اس وسیلے اور ذریعے کا نام ہے جس کے ذریعے اپنی معلومات اور نظریات دوسروں تک پہنچائے جاتے ہیں۔ سیکنڈوں میں کسی بھی قسم کا سیاسی نعرہ، تجارتی اشتہار اور مذہبی نظریہ گھروں، محفلوں کا موضوع بن جاتا ہے اور آپ کے علم میں ہے کہ میڈیا خواہ الیکٹرانک ہو، پرنٹ ہو یا سوشل، اس پر یہود ونصاری اور اسلام دشمن قوتیں قابض ہیں، مسلمانوں کو میڈیا کے میدان سے باہر کیا گیا ہے۔

اے فضلائے کرام! ہر چند فتنے زیادہ ہیں، لیکن ہمت نہ ہاریں بلکہ اللہ تعالیٰ کا نام لے کر اخلاص کے ساتھ اپنے اکابر، اساتذہ ومشائخ کی سرپرستی میں دینِ متین کی خدمت شروع کریں، اللہ تعالیٰ سے مدد مانگیں، ہر فتنہ پر رَد کرنے سے پہلے اس فتنے کی اساس تک پہنچنے کی کوشش کریں، سرسری نہیں تحقیقی طور پر اس کی سرکوبی کی کوشش کریں، ایسا نہ ہو کہ آپ کی معلومات سطحی ہوں اور بجائے فتنہ ختم کرنے کے اپنی مادر علمی، اساتذہ کو بدنام کر بیٹھیں۔

اے فضلائے کرام! آپ نے جیسا ہی عملی زندگی میں قدم رکھا تو آپ کو چار قسم کی زندگیوں سے واسطہ پڑے گا، (۱) نجی اور ذاتی زندگی (۲) ازدواجی اور خانگی زندگی (۳) کسی ادارہ یا تحریک سے وابستہ زندگی (۴) امت مسلمہ اور عالم اسلام کے حوالے سے اجتماعی زندگی اور ذمہ داری، ان میں سے نجی زندگی ایسی ہے کہ اگر وہ درست ہو جائے تو انسان دنیا و آخرت میں کامیاب ہو جاتا ہے، باقی ازدواجی زندگی کسی ادارہ سے وابستہ زندگی اور اجتماعی زندگی کی کامیابی اور قبولیت کا دارو

مدار بھی نجی اور ذاتی زندگی پر ہے، نجی اور ذاتی زندگی کو کامیاب وکامران بنانے کے لیے اکابر چند چیزوں کے اہتمام کے بارے میں فرماتے ہیں: (۱) اہل اللہ کی صحبت (۲) نماز با جماعت کا اہتمام (۳) مراقبہ وخلوت (۴) تہجد کا اہتمام (۵) شب وروز کے مسنون اذکار اور دعائیں (۶) دعاؤں کا اہتمام ان چیزوں کے اہتمام سے نجی زندگی پرسکون رہے گی اور اجتماعی زندگی بھی ان شاء اللہ غموں اور فکروں سے آزاد ہوگی۔

زندگی میں سب سے اہم مرحلہ شادی کا آتا ہے لہٰذا سوچ سمجھ کر والدین کی مرضی سے شریک حیات کا انتخاب کریں، اس میں مال ودولت اور حسن وجمال کی بجائے دین داری کو ترجیح دیں، دیندار اور سلیقہ مند بیوی شوہر کو قدر اور پیار دیتی ہے، ہو سکے تو مدارس کے فاضلات سے شادی کریں کہ دینی، علمی اور تحقیقی کاموں میں آپ کی معاون ہوں گی۔

فراغت کے بعد اگر تعلیم کا سلسلہ جاری رکھنا ہے تو کون سے شعبے میں؟ اور اگر خدمت کرنا چاہیں تو اس کے انتخاب کا معیار کیا ہو؟ اس کے لیے تین باتوں کو مدنظر رکھیں۔

صلاحیت استعمال کرنے کا طریقہ

ضرورت کی بنیاد پر قدم اٹھائیں، امتِ مسلمہ کی ضرورتوں اور اپنی ضروریات کو پیش نظر رکھیں کہیں ایسا نہ ہو کہ اپنی تمام تر صلاحیتیں کسی ایسے چیز پر خرچ کریں جس کی ضرورت ہی نہ ہو۔

ذمہ داری کی صلاحیت اور قابلیت

جس ادارے میں آپ جارہے ہیں یا جس کام کی ذمہ داری آپ اپنے سر لے رہے ہیں اس کو نبھانے کی صلاحیت بھی ہونی چاہئے۔

طبعی رجحان

کبھی ضرورت وصلاحیت تو ہوتی ہے لیکن طبعی رجحان نہ ہونے کی وجہ سے انسان اس کام کو صحیح معنوں میں سرانجام دے پاتا، لہٰذا کوئی قدم اٹھاتے وقت یہ باتیں مدنظر رہیں تاکہ خود بھی پریشانی سے بچیں اور دوسروں کو بھی پریشانی سے بچائیں۔ ادارے کے انتخاب سے قبل اپنے اساتذہ، مشائخ یا تجربہ کار افراد واشخاص سے مشورہ کرلیں اور استخارہ بھی پڑھ لیں۔

تحریکات حاضرہ میں شمولیت سے قبل اس کا شرعی حکم معلوم کرنا چاہیے، اسکے بعد (۱) تاریخ

کا مطالعہ (۲) حالات حاضرہ کا علم (۳) فقہی حکم (۴) اور اکابر کی سرپرستی، کسی بھی ادارے یا تحریک سے وابستگی کے بعد چار کام کریں (۱) استقامت (۲) دیانت وامانت (۳) اطاعت (۴) مسابقت یعنی آگے بڑھنے کی کوشش کریں جمود اختیار نہ کی جائے۔کسی بھی ادارے میں کام کرتے وقت چار چیزوں سے لازمی پرہیز کرنی چاہیئے

(۱) دوسروں کے کاموں میں مداخلت نہ کی جائے، ہر ادارے میں آدمی کے کام پہلے سے مقرر ہوتے ہیں۔

(۲) اسبابِ اختلاف اور افرادِ اختلاف سے مکمل احتراز کرنا چاہیے۔

(۳) ایک دوسرے سے بدگمانی سے پرہیز کرنا چاہیے۔

(۴) اور بدزبانی وبدکلامی سے احتراز کیا جائے۔

ان باتوں پر عمل کروگے تو ادارے یا تحریک میں آپ ہی آپ ہوں گے ان شاء اللہ ورنہ اداروں اور تحریکات میں فساد مچائیں گے خود بھی ادارے سے جاؤ گے اور ادارے کے نقصان کا سبب بھی بنو گے۔

چوتھی اور آخری ذمہ دارانہ زندگی امت مسلمہ اور عالم اسلام کے حوالہ سے اجتماعی زندگی کی ذمہ داری ہے، اے فضلائے کرام! آپ کی ذمہ داری مسجد ومدرسہ کی چار دیواری تک محدود نہیں جیسا کہ سیکولر لوگ سمجھ رہے ہیں بلکہ پوری امت مسلمہ تک دین کی روشنی پھیلانا اور ان کے عقائد واعمال کی حفاظت کرنا آپ کی ذمہ داری ہے، لہٰذا اقامتِ دین، درس وتدریس کے ساتھ ساتھ معاشرے میں اپنا کردار بڑھانے کے لیے حکمتِ عملی طے کریں۔

اے فضلائے کرام! اگر آپ کو فی الفور کسی دینی خدمت کا موقع نہ ملے تو مایوس نہ ہوں، باوقار ہنر سیکھیں جیسے علم طب، عطر کا کاروبار، کمپوزنگ اور فن خطاطی وغیرہ اور عارضی طور پر اپنے اقتصاد کو مضبوط کرنے کے لئے کوئی کام شروع کریں تاکہ زندگی کا پہیہ رواں دواں رہے اور آپ معاشرے پر، اپنے خاندان پر یا خود اپنے آپ پر بوجھ نہ بن جائیں۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ نے طلبہ وفضلاء سے الوداعی خطاب میں فرمایا: اگر بالفرض مشغلہ تدریس کا، تالیف کا، فتویٰ کا نہ ملے تو اس میں بھی کوئی عار سمجھنا نہیں چاہیے کہ اپنی اور اپنے گھر والوں کی اگر معاش کی ضرورت ہے تو اس ضرورت کی وجہ سے انسان مزدوری

کرلے، ملازمت کرلے، یہ کوئی عار کی بات نہیں، عار ہے سوال کرنے میں، عار ہے اپنی حاجت دوسرے کے سامنے ظاہر کرنے میں۔

انگریزی زبان کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا اس کو سیکھیں اور اس میں مہارت حاصل کریں، اس لیے کہ اسلام دشمن اسی ہتھیار کو ہمارے خلاف استعمال کررہے ہیں، اگر ہم انہیں علمی تحقیقی انداز میں جواب نہ دیں تو کون دے گا؟ آج کا دور کمپیوٹر، انٹرنیٹ اور موبائل کا ہے ان چیزوں کے اگر چہ منفی پہلو بہت زیادہ ہیں مگر پھر بھی ان کے ذریعے اسلام کی خدمت کی جاسکتی ہے، اسلام دشمن قوتوں نے بہت ساری ویب سائٹس بنائی ہیں اور مسلمان واسلام کو بدنام کررہے ہیں ان کو جواب دینا آپ کا کام ہے ان کو دکھائیں کہ اسلام امن کا مذہب ہے۔ اس کیلئے تربیت حاصل کریں، تخصص فی الدعوۃ والارشاد میں داخلہ لیں اور ان فتنوں کو جان کران کی سرکوبی کی کوششیں کریں۔

آخری گزارش یہ ہے کہ اپنے اکابر، مشائخ اور اساتذہ سے رابطہ میں رہیں، انکے مشوروں پر چلیں، مادرعلمی سے بھی ربط ہو، روزانہ کے مطالعہ کا معمول بنائیں، علم مطالعہ سے بڑھتا ہے، اکابر کی مجالس میں شرکت سے علم میں اضافہ اور عمل کرنے کا شوق پیدا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی ناصر ہو۔ آمین

اپنے من میں ڈوب کر پا جا سراغ زندگی
تو اگر میرا نہیں بنتا نہ بن اپنا تو بن

دعائے صحت کی اپیل

جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے اساتذہ شیخ الحدیث حضرت مولانا مغفور اللہ (باباجی)، شیخ التفسیر حضرت مولانا عبدالحلیم (دیرباباجی)، شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی، مدیر ''الحق'' حضرت مولانا راشد الحق حقانی اور بعض دیگر علماء ومشائخ اور زعمائے امت بھی بیمار ہیں، ان کی صحت یابی کے لئے مبارک ساعتوں میں دعاؤں کی درخواست ہے۔

اللہ تعالیٰ ان مشائخ کو صحت وعافیت سے نوازے اور ان کا سایہ ہمارے سروں پر تادیر قائم ودائم رکھے (آمین)

سلسلہ خطبات جمعہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا حافظ انوار الحق صاحب
ضبط وترتیب مولانا حافظ سلمان الحق حقانی

منافقین کی علامتیں اور نشانیاں

الحمد لله و کفی و الصلاة والسلام علی أشرف الأنبياء امابعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ (المنافقون : ۱)

''جب آپ کے پاس یہ منافق آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم دل سے گواہی دیتے ہیں کہ آپ بے شک اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور یہ تو اللہ کو معلوم ہے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور باوجود اس کے اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ یہ منافق جھوٹے ہیں۔''

غزوہ بنی المصطلق

محترم سامعین !اس سورت کا نام ہی سورت المنافقون ہے یعنی وہ سورۃ جس میں منافق لوگوں کا ذکر کیا گیا ہے اصحاب تفسیر نے لکھا ہے کہ ۵ ھ میں غزوہ بنی المصطلق کے موقع پر یہ سورۃ نازل ہوئی ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ملی کہ بنی المصطلق کے رئیس حارث بن ضرار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف جنگ کی تیاری کرر ہے ہیں یہ حارث بن ضرار حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کے والد ہیں جو بعد میں مسلمان ہوکر ازواج مطہرات میں داخل ہوئیں اور خود حارث بن ضرار بھی حلقہ بگوش اسلام ہوگئے ۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو جب جنگ کی تیاری کی خبر ملی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک جماعت صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ مقابلے کیلئے نکلے، اس جہاد میں نکلنے والے مسلمانوں کے ساتھ کچھ منافق بھی مال غنیمت کی طمع میں روانہ ہوگئے ، بنی المصطلق پہنچ کر ایک چشمے پر

پڑاؤ ڈالا، جسے مریسع کہتے ہیں ،اس غزوے کا دوسرا نام ہی غزوۂ مریسیع ہے ،حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کواس جہاد میں فتح نصیب ہوئی ، بہت آدمی فریق مخالف کے مارے گئے اور بہت سے گرفتار کر کے قیدی اور غلام بنادیئے گئے ۔

غزوہ سے واپسی اور دوصحابہ کرامؓ کا تنازعہ

یہ قضیہ تو یہاں ختم ہوالیکن ایک دوسرا ناگوار واقعہ اسی مریسیع کے چشمے یا کنویں پر پیش آیا، ایک مہاجر اور ایک انصاری پانی پر باہم جھگڑنے لگے،نوبت قتل وقتال کی آگئی ،مہاجر نے مدد کیلئے مہاجرین کواور انصاری نے انصار کوآواز دی ، دونوں کی مدد کیلئے افراد پہنچ گئے ،قریب تھا کہ مسلمانوں کے درمیان ایک فتنہ کھڑا ہوجائے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موقع پر پہنچے اور سخت ناراضگی کا اظہار فرماتے ہوئے کہا، ارشاد فرمایا مابال دعوی الجاهلية یعنی یہ جاہلیت کا نعرہ کیسا ہے کہ وطنی اور نسبی قومیت کو بنیاد بنا کر امداد ونصرت کا معاملہ ہونے لگا، اور فرمایا دعواها فانهامتنة اس نعرہ کو چھوڑ دو، یہ بدبودار نعرہ ہے اور فرمایا انصر اخاك ظالماً ومظلوما اپنے مسلمان بھائی کی مدد کرو،خواہ ظالم ہو یا مظلوم مظلوم کی مدد کرنا تو ظاہر ہے اور ظالم کی مدد یہ ہے کہ اس کا ہاتھ پکڑا جائے اور ظلم کرنے سے روکے یعنی ہر معاملہ میں دیکھنا چاہئے کہ ظالم کون ہے اور مظلوم کون ، پھر ظالم کوظلم سے روکا جائے اور مظلوم کی مدد کی جائے ،اس کوظلم سے بچایا جائے ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد سنتے ہی جھگڑا ختم ہوگیا۔ یہ دونوں حضرات ایک حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے غلام تھے اور دوسرا شخص سنان بن وبرہ رضی اللہ عنہ تھے ، حضرت سنان رضی اللہ عنہ کو زخم آیا تھا ،عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے سمجھانے سے اس نے اپنا حق معاف کردیا۔

منافقین کا مہاجرین وانصار کے درمیان پھوٹ ڈالنا

لیکن منافقین کوتفرقہ ڈھالنے کا موقع ہاتھ آگیا، ان کا سردار عبداللہ بن ابی بن سلول تھا، یہ منافقین بغرض مال غنیمت مسلمانوں کے ساتھ جہاد میں شامل تھے ،اس نے اپنی مجلس جس میں منافقین موجود تھے اور مؤمنین میں سے صرف ایک چھوٹا صحابی زید بن ارقم رضی اللہ عنہ موجود تھے ، اس ملعون نے انصار کومہاجرین کے خلاف بھڑکایا ، اور کہنے لگا، کہ تم نے مہاجرین کو اپنے وطن میں بلاکر اپنے سروں پر سوار کیا، اپنے اموال وجائیداد ان میں تقسیم کئے ، یہ تمہارے روٹیوں پر پلے ہوئے رب تمہارے مقابلہ میں اتر آئے ہیں ، اگر تم نے اب بھی اپنے انجام کو نہ سمجھا تو آگے یہ تمہارا جینا مشکل

کر دیں گے ،اس لئے تمہیں چاہئے کہ آئندہ مال سے ان کی امداد نہ کرو، یہ خود ادھر ادھر بھاگ جائیں گے اور جب تم مدینہ پہنچ جاؤ تو تم میں سے جو عزت والا ہے ، وہ ذلیل کو نکال باہر کرے ، اس بول سے ان کی مراد عزت والے وہ خود تھے ، یعنی انصار اور ذلت والوں سے مراد مہاجر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے" نعوذ باللہ" حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے جب اس کا یہ کلام سنا تو فوراً بولے واللہ تو ہی ذلیل وخوار اور مبغوض ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی طرف سے دی ہوئی عزت اور مسلمانوں کی دلی محبت کی بدولت کامران و کامیاب ہے۔

زید بن ارقم کا غیظ وغضب

اس منافق نے مبہم الفاظ بولے تھے اس لئے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی غیض وغضب سے انہیں سمجھ آئی اور کہا کہ میں نے تو یہ بات ہنسی اور مذاق میں کہی تھی ، میرا مطلب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کچھ کرنا نہیں تھا، بہر حال! زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کم عمر صحابہ رضی اللہ عنہ تھے ،آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ کہہ کر سنایا ،آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زید شاید تم جھوٹ بول رہے ہو، فرمایا خدا کی قسم ہرگز نہیں پھر فرمایا شائد تم کو شبہ ہوا ہو، پھر وہی جواب دیا۔آہستہ آہستہ بات پورے لشکر میں پھیل گئی انصار نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کو ملامت کرنے لگے کہ تم نے انصار کے سردار پر تہمت لگائی اور قطع رحمی کی آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر میرا باپ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بولتا تو میں بھی برداشت نہ کرسکتا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اجازت طلب کرنا

ادھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آکر اجازت چاہی کہ اس منافق ابن سلول کی گردن اڑائے ،آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت نہ دی ،اور فرمایا کہ لوگ کیا کہیں گے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھیوں کو قتل کر رہے ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس بات کی خبر ابن سلول کے بیٹے عبداللہ کو ہوئی تو وہ بھی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا حضور! اگر میرے والد نے یہ بات کہی ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اجازت دیدے کہ میں خود جا کر اپنے والد کا سر قلم کردوں۔اس سے پہلے کہ کوئی اور یہ کام کر دیں، اور عرض کر دیا کہ پورا قبیلۂ خزرج اس کا گواہ ہے کہ ان میں کوئی بھی مجھ سے زیادہ والدین کی خدمت واطاعت کرنے والا نہیں ، مگر اللہ اور اس کے رسول کے خلاف ان کی بھی کوئی چیز برداشت نہیں ہوسکتی ، اور مجھے خطرہ ہے کہ اگر کوئی غیر میرے باپ کو قتل کرڈالے اور میں

اسے چلتا پھرتا دیکھوں تو مجھ پر غیرت نہیں غالب آجائے اور میں اسے قتل کرڈالوں، جو میرے لئے عذاب جہنم کا سبب بنے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ میرا ارادہ اس کے قتل کرنے کا ہے نہ میں نے کسی کو اسکا حکم دیا ہے۔

رئیس المنافقین کا جھوٹ بولنا

بہر حال! وہاں سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے کوچ کرنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ ابن ابی ابن سلول کو بلایا، اور تحقیق کرنا چاہا کہ کیا آپ نے ایسا کیا ہے؟ یہ معلون قسمیں کھا گیا کہ میں نے ہرگز ایسا نہیں کیا ہے، یہ لڑکا جھوٹا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی کے قسم اور عذر کو قبول کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے روانہ ہوئے، اس دوران حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ ابن ابی کو سمجھاتے رہے کہ جا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے معافی کی درخواست کریں، اور استغفار کرانے کو کہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی استغفار کی وجہ سے اللہ آپ کو معاف کردے گا۔

آپ نے اس بات سے منہ موڑا اور اعراض کرلیا، قرآن کریم نے اس کو ذکر فرمایا

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُولُ اللَّهِ لَوَّوْا رُءُوسَهُمْ وَرَأَيْتَهُمْ يَصُدُّونَ وَهُمْ مُسْتَكْبِرُونَ (المنافقون: ۵)

جب ان سے کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آؤ، تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم استغفار کردیں تو وہ اپنا سر پھیر لیتے ہیں اور ان کو دیکھیں گے، کہ وہ اس خیر خواہی اور استغفار رسول سے تکبر کرتے ہوئے بے رُخی کرتے ہیں۔

زید رضی اللہ عنہ کی تصدیق میں نزول قرآن

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب آکر چلتے تھے اور یقین تھا کہ اللہ پاک میرے تصدیق اور اس شخص کی تکذیب میں ضرور قرآن پاک نازل کردے گا اور ایک مقام پر آکر حضرت زید رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی اترتے دیکھا، یعنی سانس پھولنے لگا اور پیشانی پر پسینہ بہنے لگا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری قصویٰ بوجھ سے دبنے لگی، وحی کی کیفیت ختم ہوتے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ بڑھا کر میرا کان پکڑ کر فرمایا یا غلام صدق الله

حديثك ونزلت سورة المنافقين فی أبی من اولها الی اخرها ایک روایت میں ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم وادی عقیق میں پہنچے جو مدینہ منورہ کے قریب ہے ،تو عبداللہ بن سلول آگے بڑھے اور تمام سواریوں میں تلاش کرتے کرتے والد کی سواری تک پہنچے اور سواری کو بٹھا دیا اس کے گھٹنے پر پاؤں رکھ کر باپ سے خطاب کیا۔اور فرمایا کہ خدا کی قسم تم مدینہ میں اس وقت تک داخل نہیں ہوسکتے ،جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں داخل ہونے کی اجازت نہ دیں اور جب تک تم یہ بات واضح نہ کرو، کہ تم نے جو بات کہی ہے کہ عزت والا ذلت والے کو نکال دے گا اس میں عزت والا کون ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا تم ؟ حضرت عبداللہ رضی عنہ اپنے باپ کا راستہ روکے ہوئے کھڑے تھے اور پاس سے گزرنے والے لوگ عبداللہ کو ملامت کررہے تھے کہ تم اپنے باپ کیساتھ ایسا سلوک کرتے ہو، بالآخر جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری آپ کے قریب آئی تو معاملہ کے متعلق دریافت کیا تو لوگوں نے کہا کہ عبداللہ نے اپنے باپ کا راستہ اس لئے روکا ہوا ہے کہ جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجازت نہ دے ، وہ مدینہ میں داخل نہیں ہوسکے گا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ عبداللہ بن ابی ابن سلول اپنے بیٹے سے مجبور ہوکر کہہ رہا ہے کہ میں تو بچوں اور عورتوں سے بھی زیادہ ذلیل ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر عبداللہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اس کا راستہ چھوڑ دو اور مدینہ میں داخل ہونے دو۔

نفاق کی علامتیں

بہرحال! میں نے جو آیت تلاوت کی تھی اس میں ان منافقین کے سردار ابن ابی ابن سلول کا ذکر ہے جو قسمیں کھا کر گواہی دیتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہے ، لیکن وہ باوجود قسموں کے جھوٹ بول رہے ، انکا ہرگز عقیدہ یہ نہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے بھی قسم کھا کر فرمایا کہ مجھے معلوم ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں لیکن واللّٰہ یشھد ان المنافقین لکاذبون کہ یہ منافقین جھوٹے ہیں۔

اس زمانے کے منافق وہ تھے جو بظاہر مسلمان اور بباطن کافر تھے ۔وہ منافق آج کل نہیں ہے، البتہ عملی نفاق لوگوں کے اندر موجود ہے ، کیونکہ نفاق کے چند علامات ہیں ایة المنافق ثلاث اذا حدث کذب واذا أتمن خان واذا وعد اخلف جو بات کہتا ہے جھوٹ بولتا ہے، امانت میں خیانت کرتا ہے، اور وعدہ کی خلاف ورزی کرتا ہے۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو نفاق کی بری خصلت سے نجات عطاء فرمائے۔آمین

(قسط ۸)

شیخ الحدیث مولانا انوارالحق صاحب
مہتمم جامعہ حقانیہ و نائب صدر وفاق المدارس

دارالعلوم دیوبند کے عظیم جشن بہاراں کا ایک منظر

صد سالہ اجتماع دارالعلوم دیوبند کے لیے سفر کی دلچسپ روئیداد

احقر اور برادر بزرگ مولانا سمیع الحق شہیدؒ اپنے والدِ گرامی شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ اور قائد ملت اسلامیہ مولانا مفتی محمودؒ کی معیت میں دارالعلوم دیوبند کے جشن صد سالہ منعقدہ مارچ ۱۹۸۰ء میں شرکت کی سعادت سے بہرہ ور ہوا تھا۔اس وقت جو مناظر، اکابرین کی زیارت و ملاقات، فضلاء دیوبند بالخصوص حضرت والد صاحب کی دستار بندی، اور علماء و اولیاء کی صحبتیں نصیب ہوئیں، اپنی ڈائری میں طالب علمانہ رپورٹ لکھتا رہا۔ زعمائے ملت کے خطبات بھی سنے، حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب صاحب کا مفصل خطبۂ استقبالیہ، مولانا سید ابوالحسن ندوی کا انقلابی خطاب، مولانا مفتی محمودؒ کی بصیرت افروز تقریر، والدِ گرامی شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کا مختصر مصلحانہ بیان اپنی تمام اداؤں کے ساتھ اب تک دل و دماغ کی سکرین پر ثبت ہے۔ دنیا بھر سے آئے ہوئے ملتِ اسلامیہ کے زعماء کے خطابات، مسئلہ فلسطین، اسلامی ممالک کی رفتار سست اور انگریز کی دلچسپی کے وجوہ، بین الاقوامی حالات، دارالعلوم دیوبند کے قیام کا پس منظر، تحریک حریت میں علماء حق کی قربانیاں، دارالعلوم دیوبند کے فضلاء کا صد سالہ مجاہدانہ کردار، برطانوی حکومت کے ظلم و استبداد کے واقعات اور برصغیر میں علماء کرام اور زعمائے اہل حق کی انگریز دشمن سرگرمیوں کی تفصیلات اور ان کے افکار عالیہ سے بھرپور استفادہ کا موقع ملا۔ زندگی میں یہ پہلا موقع تھا کہ میں نے امت کی علمی و دینی اور ملی قیادت کو لاکھوں کے مجمع سے ایک سٹیج میں یکجا خطاب کرتے ہوئے سُنا۔اس موقع پر جو کچھ میں نے دیکھا اور جس طرح سمجھا اس وقت کے مناظر اور حالات کے مطابق اپنی ڈائری میں محفوظ کرلیا تھا۔ حسنِ اتفاق سے وہی ڈائری سامنے آگئی تو پُرانی یادیں تازہ ہوگئیں۔ دل میں خیال آیا کہ اکابر کا تذکرہ ہے، مبارک اجتماع کی دلچسپ علمی اور روحانی روئیداد ہے اسے بھی امت کے حضور پیش کردیا جائے، مگر یاد رہے کہ اس تحریر میں مقالہ نویسی والا تسلسل اگرچہ نہیں ہے، البتہ اس کی حیثیت ایک تاریخی یادداشت کی ضرور ہے جس سے تاریخ کے طلباء کو بھی بہت سا مواد مل سکتا ہے، پھر واقعات و حکایات کی چاشنی بھی ہے، اور ان کی روحانیت کی مٹھاس بھی، علماء اولیاء، صلحاء، فضلاء اور اہل ایمان کی گہما گہمی بھی ہے، اور نصائح و مواعظ کی دلآویزی بھی، اور دارالعلوم دیوبند کے جشنِ صد سالہ کی ایک خوبصورت تصویر بھی۔ اس کی اشاعت سے تاریخ بھی محفوظ ہوجائے گی اور قارئین پڑھیں گے تو حظ وافر حاصل کریں گے انشاء اللہ۔

بستی نظام الدین میں حاضری

اب دوسری منزل ہمارا حضرت شاہ نظام الدین اولیاءؒ کا مزار اور بستی نظام الدین میں تبلیغی مرکز کو جانا تھا۔ سوا بارہ بجے حضرت امیر خسرو کے مزار پر حضرت والد صاحب کی معیت میں حاضری دی اور حضرت نظام الدین اولیاء کے مزار پر والد صاحب کے ساتھ دعوات میں شرکت کی۔ حضرت کے مزار سے واپسی پر مزار کے ایک متولی جو کہ حافظ حبیب الرحمن کے واقف تھے نے والد صاحب سے ملاقات کر کے ان کو اپنی رہائش گاہ میں لانے کی خواہش ظاہر کی چنانچہ ہم سب ساتھی بھی والد صاحب کے ساتھ ان کے کمرے میں آئے۔ انہوں نے چائے وغیرہ سے ہم سب کے تواضع کی۔ یہاں سے پونے ایک بجے تبلیغی مرکز جو کہ یہاں سے قریب ہے کی طرف روانہ ہوئے۔ راستے میں مشہور زمانہ شاعر مرزا غالب کے مزار پر فاتحہ پڑھنے کے بعد تبلیغی مرکز پہنچے۔

تبلیغی مرکز

یہ وہ مقام ہے کہ جہاں سے مجاہد فی سبیل اللہ حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ نے راہ راست سے بھٹکے ہوئے لوگوں کو صراط مستقیم پر لانے کیلئے تبلیغ کے سلسلہ کا اجراء فرما کر اشاعت دین کا ایک عظیم کارنامہ انجام دیا۔ یہ فریضہ اتنے اخلاص سے شروع کیا گیا کہ آج دنیا کے ہر ملک میں خواہ یورپی ممالک ہوں یا کمیونسٹ بلاک اس جماعت کا کوئی نہ کوئی فرد اور کام کرنے والا موجود ہے اور انہیں کی کاوشوں کا نتیجہ ہے کہ اب تک لاکھوں راہ حق سے بھٹکے ہوئے برائے نام مسلمان صراط مستقیم پر چل پڑے ہیں اور سینکڑوں غیر مسلم حلقہ بگوش اسلام ہوگئے ہیں۔ مختصر سی جامع مسجد جس کے وسط میں تالاب تھی اور لوگوں سے کھچا کھچ بھری ہوئی تھی۔

مولانا انعام الحسن سے ملاقات

حضرت والد صاحب کا ارادہ حضرت مولانا انعام الحسن جو کہ موجودہ امیر جماعت ہیں سے ملنے کا تھا وہ ایک کمرہ میں تشریف فرما تھے۔ دروازہ پر مامور ایک صاحب سے معلوم ہوا کہ اندر بیعت کا سلسلہ جاری ہے۔ اس دوران والد صاحب مسجد میں کچھ دیر کیلئے کمرہ کے باہر تشریف فرما ہوئے۔ تبلیغی حضرات اور علماء کی ایک کثیر جماعت ان کے ہاتھ پر بیعت لینے کیلئے ان کے ارد گرد جمع ہوگئی تو کچھ دیر بعد بیعت کا یہ سلسلہ ختم ہوا اور حضرت مولانا انعام الحسن صاحب کو جب حضرت والد صاحب کی آمد کا معلوم ہوا تو وہ کمرہ سے نکلنے والے تھے کہ ہم لوگ اندر داخل ہوئے۔ حضرت والد صاحب

سے نہایت خلوص سے ملے۔ ہمارے علاوہ باقی لوگوں کو کمرہ سے باہر کر دیا گیا۔ کچھ دیر کیلئے ان کے پاس بیٹھ گئے اور پھر انہوں نے فوراً دستر خوان بچھا کر دوپہر کا کھانا بھی جو پر تکلف تھا ہمارے سامنے رکھ دیا۔ حضرت مولانا نے انعام الحسن نے بھی ہمارے ساتھ کھانے میں شرکت کی۔

تبلیغی مرکز میں ضیافت واکابر کی خدمت

وہاں موجود ہر صاحب کے چہرے سے تقویٰ اور نورانیت کے آثار صاف ظاہر ہو رہے تھے چند حضرات جو کہ بعد میں معلوم ہوا بڑے بڑے علماء اور تبلیغی اکابر ہی میں ان کا شمار تھا ہمارا کھانا کھاتے وقت اردگرد کھڑے پانی کے گلاس ہاتھ میں لیے ہوئے ہیں اور بعض ساتھی بڑی مستعدی سے باہر سے اشیاء خوردونوش لا رہے تھے۔ کھانے سے فراغت کے بعد دعا ہوئی اور ہم لوگ حضرت مولانا کے کمرہ سے رخصت ہو کر حضرت مولانا محمد الیاسؒ وحضرت مولانا محمد یوسف دہلویؒ معروف بہ حضرت جی کے مزارات جو اسی مسجد کے ایک منزل میں ان کی وصیت کے مطابق واقع ہیں کی طرف چل پڑے۔ دروازہ کے قریب ایک مختصر سے چاردیواری کے اندر دو بڑی ہستیاں ابدی نیند سو رہی تھیں جن میں سے ایک مرقد حضرت مولانا محمد الیاسؒ اور دوسرا حضرت مولانا محمد یوسفؒ کا تھا۔ شریعت محمدی کے مطابق انتہائی سادہ خالص مٹی اور تعارف کیلئے کسی پر کوئی کتبہ نہیں لگایا تھا پہچاننے کیلئے یہاں کسی ایک تبلیغی صاحب کو بلا کر اس سے پوچھنا پڑا۔ یہاں فاتحہ ودعا سے فراغت کے بعد مسجد سے باہر نکل کر اپنی گاڑیوں میں بیٹھ گئے اور اس کے بعد مغلیہ دور کے ایک مشہور بادشاہ ہمایون مغل کا مقبرہ دیکھنے کیلئے روانہ ہوئے۔

ہمایون مغل کا مقبرہ

قریباً پونے دو بجے وہاں پہنچ گئے، پرانے قلعہ کے اندر ہمایون کا مقبرہ تھا۔ اس تک پہنچنے کیلئے کافی پیدل راستہ طے کرنا تھا جو کہ والد صاحب کیلئے ناممکن تھا اس لئے والد صاحب کار ہی میں بیٹھے رہے اور ہم لوگ مقبرہ کی طرف چل پڑے۔ اندر جا کر دیکھا کہ دنیاوی جاہ وجلال اور عارضی دبدبہ رکھنے والوں نے موت کے بعد بھی اپنے لئے محلات اور دنیاوی زیب وزینت قائم رکھنے کیلئے کوئی کسر اٹھا نہ رکھی تھی۔ مقبرہ بھی ایک عظیم محل کی شکل میں بنایا گیا ہے۔ قبریں بھی عجیب، اصل قبریں نیچے ایک تہہ خانہ میں، اور لوگوں کے دیکھنے کیلئے ان کی تختیاں اوپر والے حصوں میں بنائے گئے۔ نہ وہاں کوئی دینی وروحانی عقیدت کی نیت سے جاتا ہے اور نہ ثواب کی نیت سے حتیٰ کہ بہت کم لوگ ان قبروں پر ان کیلئے فاتحہ ودعاء مغفرت کرتے ہیں۔ اس کے برعکس وہ بزرگ اور اولیاء اللہ جنہوں نے

اپنی زندگی اعلائے کلمۃ اللہ کیلئے وقف کر رکھی تھیں۔ ان کے مزارات اگر چہ انتہائی سادہ اور دنیاوی ٹھاٹ باٹ سے خالی ہیں۔ مگر ہر حاضری دینے والا وہاں انتہائی خلوص اور دینی جذبہ سے سرشار ہوتا ہے اور مزارات پر ذکر واذکار اور دعوات کو اپنے لئے سرمایہ افتخار وخزینہ آخرت سمجھتا ہے اور دنیاوی شہنشاہوں کے قبروں پر حاضری کو صرف ایک تماشائی کا کسی آثار قدیمہ کو دیکھنے کی نیت سے جانے اور معائنہ کرنے سے زیادہ کوئی وقعت اور اہمیت نہیں۔

شاہ ولی اللہ اور علماء دیوبند کے مزارات کی زیارت

وہاں سے فارغ ہونے کے بعد مقبرہ کے احاطہ سے نکل کر ان دو مقبروں کی طرف ہوگئے۔ جہاں پر ہرایک مدفون ایک مکمل تاریخ، دینی عظمت کے مینار، پورے برصغیر پاک وہند میں اشاعت دین کے متوالے مدفون ہیں۔ یعنی حضرت شاہ ولی اللہؒ اور ان کے سلسلہ کے دیگر اکابر اور اولیاء اللہ مدفون ہیں۔ مولانا ابوالکلام آزادؒ کی یاد میں جو انسٹیٹیوٹ قائم ہے اس کے پیچھے ان عظیم رہنماؤں کا مدفن ہے۔ دو الگ الگ احاطے کچھ فاصلہ پر ہیں۔ جس احاطہ میں حضرت شاہ ولی اللہؒ مدفون ہیں اس طرف روانہ ہوئے، حضرت والد صاحب کی خدمت میں حاضری دینے کی غرض سے کار سے اتر کر جلد آئے۔ اس احاطہ میں حضرت شاہ عبدالرحیمؒ، شاہ ولی اللہؒ، شاہ رفیع الدینؒ، شاہ محمد موسیٰؒ، شاہ عبدالقادرؒ، شاہ عبدالغنیؒ، شاہ محمد عمرؒ، حضرت مولانا حفظ الرحمن سہارنپوریؒ اور بعض دیگر اکابر علماءؒ مدفون ہیں۔ حضرت والد صاحب شاہ ولی اللہؒ اور شاہ عبدالرحیمؒ کے مزاروں کے درمیان فاتحہ اور دعوات مغفرت کیلئے تشریف فرما ہوئے۔ ہم ساتھیوں نے بھی ان کی معیت میں دعوات میں شرکت کی۔ یہاں بھی سب ساتھیوں پر ایک عجیب کیفیت اور مسرت طاری تھی کیونکہ یہ ان اولیاء اللہ اور محدثین کے مراقد تھے کہ کئی سالوں سے احادیث کے سلسلہ کے اسناد میں ان کے اسماء گرامی سنتے چلے آرہے تھے اور آج رب العزت نے ان کے مزارات پر حاضر ہونے کی توفیق سے نوازا۔ کچھ دیر یہاں رہنے کے بعد دوسرے احاطہ کی طرف روانہ ہوئے۔ یہاں بھی کئی بزرگ مدفون ہیں۔ ان میں استاذ الکل مولانا مملوک علیؒ جو کہ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اور سرسید کے بھی استاذ ہیں، کا مزار بھی ہے۔

حضرت بختیار کاکیؒ اور مفتی کفایت اللہ کے مزارات پر حاضری

حاضری دینے کے بعد قریباً ۲ بجے یہاں سے حضرت بختیار کاکیؒ کے مزار کی طرف سفر شروع کردیا۔ مزار تک کار کا راستہ موجود نہ تھا اور حضرت والد صاحب کیلئے پیدل جانا دشوار تھا اس لئے انہوں نے کار میں دعا فرمائی اور ہم لوگ بمع ساتھیوں عظیم ولی حضرت بختیار کاکیؒ اور حضرت مولانا مفتی کفایت اللہؒ کے مزارات پر حاضری دے کر فاتحہ اور دعوات کے سعادت سے مالا مال ہوئے۔

(قسط ۸۳) مرتب: مولانا حافظ عرفان الحق اظہار حقانی

استاد دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی ذاتی ڈائری

۱۹۸۸ء کی ڈائری

عم محترم حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ آٹھ نو سال کی نوعمری سے معمولات کی ڈائری لکھنے کے عادی تھے۔ ان ڈائریوں میں آپ اپنے ذاتی اور عظیم والد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کے معمولات شب و روز اور اسفار کے علاوہ اعزّہ و اقارب، اہل محلہ و گردوپیش اور ملکی و بین الاقوامی سطح پر رونما ہونے والے احوال و واقعات درج فرماتے، آپکی اولین ڈائری ۱۹۴۹ء کی لکھی ہوئی ہے۔ جس سے آپ کا ذوق اور علمی شغف بچپن سے عیاں ہوتا ہے۔ احقر نے جب ان ڈائریوں پر سرسری نگاہ ڈالی تو معلوم ہوا کہ جابجا دوران مطالعہ کوئی عجیب واقعہ، تحقیقی عبارت، علمی لطیفہ، مطلب خیز شعر، ادبی نکتہ، اور تاریخی عجوبہ آپ نے دیکھا تو اسے ڈائری میں محفوظ کرلیا۔ اس پر دل میں خیال آیا کہ کیوں نہ مطالعہ کے اس نچوڑ اور سینکڑوں رسائل اور ہزارہا صفحات کے عطر کشید کو قارئین کے سامنے پیش کیا جائے جس سے آئندہ آنے والی نسلیں اور اسیرانِ ذوقِ مطالعہ استفادہ کرسکیں۔ تاہم یہ واضح رہے کہ نہ تو یہ مستقل کوئی تالیف ہے اور نہ ہی شائع کرنے کے خیال سے اسے مرتب کیا گیا ہے۔ اسلئے ان میں اسلوب کی یکسانیت اور موضوعاتی ربط پایا جانا ضروری نہیں۔ یاد رہے کہ یہ ڈائریاں ایک طرف حضرت مولانا عبدالحقؒ اور شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق شہید کے احوال و سوانح کے لئے بھی ایک بنیادی و اہم ماخذ کی حیثیت رکھتے ہیں تو دوسری طرف دارالعلوم حقانیہ کی تاریخ اور شب و روز بھی اس میں کافی حد تک محفوظ ہو چکے ہیں...... (مرتب)

شبیر احمد نفیسی (سیکرٹری تحریک اصلاح ابلاغ عامہ، لاہور)

تحریک اصلاح ابلاغ عامہ کے راہنماؤں جناب اقبال احمد صدیقی، مولانا عبدالرشید انصاری اور شبیر احمد نفیسی نے جید عالم دین شیخ الحدیث اور جمعیت علماء اسلام کے مرکزی رہنما حضرت مولانا عبدالحقؒ کے انتقال کو ملک کے دینی حلقوں کے لئے ناقابل نقصان قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ قوم ایک متبحر عالم دین اور جذبۂ جہاد سے سرشار رہنما کی قیادت سے محروم ہوگئی ہے۔ مولانا عبدالحق ایک روشن ضمیر عالم باعمل تھے، انہوں نے اپنی زندگی اسلام کی اشاعت اور امت مسلمہ کی خدمت کے لئے وقف کر رکھی تھی۔ وہ مسلسل تین مرتبہ قومی اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے وہ پاکستان میں قرآن وسنت کی حکمرانی اور افغانستان کی آزادی کے لئے آخر دم تک مصروف جہاد رہے۔ ان کے ہزاروں عقیدت

مندوں اور شاگردوں نے افغانستان کو غیر ملکی تسلط سے آزاد کرانے کیلئے جام شہادت نوش کیا اور پاکستان میں اسلام عادلانہ معاشی اور سیاسی نظام کے نفاذ کیلئے ان کی جدوجہد جاری ہے

عبدالحئی امیر جماعت (مجلس تحفظ حقوق اہلسنت والجماعت پاکستان)

۱۳ ستمبر بروز منگل کو جماعت کا ماہانہ اجلاس منعقد ہوا جس میں جمیع علماء کرام و مبلغین حضرات نے حضرت الشیخ مولانا عبدالحق صاحبؒ شیخ الحدیث اکوڑہ خٹک رحمۃ اللہ علیہ کی وفات حسرتناک پر اظہار افسوس کیا اور دعائے مغفرت کی گئی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم و مغفور کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے۔ آمین۔

سید اسعد گیلانی (ممبر قومی اسمبلی)

میں نے سفر کی حالت میں قبلہ محترم مولانا عبدالحق مرحوم کی رحلت کی خبر سنی، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ میں ان کا تہہ دل سے معتقد تھا، مجھے قومی اسمبلی میں ان کے ساتھ پورا ایک سشن بیٹھنے کی سعادت حاصل ہوئی، اور معمولی درجے کی خدمت کا موقع بھی ملا، وہ تعلق باللہ رکھنے والے انتہائی خدا ترس نیک، دین متین کے علمبردار اور پابند انسان تھے۔ میں نے آخری لمحہ تک ان میں خدمت دینی کا جذبہ فروزاں دیکھا، ان کے انتقال سے مجھے بیحد رنج ہوا ہے۔ ان کی وفات ایک بڑی کمی ہے۔ اسلام دشمن اور ملک دشمن قوتیں باہمی متحد اور صف آرا ہیں، ان کا وجود ہمارے لئے اتحاد و یگانگت کا نشان تھا، اللہ انکے اعمال حسنہ کو قبول فرمائے اور ان کے درجات بلند سے بلند تر فرمائے۔

نیشنل لیبر فیڈریشن پاکستان

حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ مرحوم و مغفور کی رحلت نہ صرف آپ کے اور آپ کے ادارے کے لئے ایک عظیم نقصان ہے بلکہ پوری ملت اسلامیہ ایک عظیم عالم دین سے محروم ہوگئی ہے، حقیقت یہ ہے کہ آپ ایسے علماء دینی علم کے ساتھ سیاسی بصیرت بھی رکھتے ہوں اور اپنے مجاہدانہ کردار سے عوام کی حقیقی تائید وحمایت سے بھی نوازے گئے ہوں۔ اس ملک میں بہت کم ہیں۔ میرے نزدیک جہاد افغانستان کے سلسلے میں ان کی اور ان کے مدرسے کی خدمات ہی اتنی اہم ہیں کہ ان کا نام تاریخ میں امر ہو جائے گا۔

پاکستان ٹیلی کمیونیکیشن لائنز، اسٹاف یونین

محترم حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ کی رحلت کا سن کر انتہائی دکھ و صدمہ ہوا۔ حضرت والا

کی اسلامی خدمات کو زمانہ کبھی بھی فراموش نہیں کر سکے گا اور نہ ہی اب مولانا کا خلا پُر ہو سکے گا۔ اللہ تعالیٰ مولانا مرحوم کے درجات کو بلند فرمائے اور کروٹ کروٹ آرام نصیب فرمائے۔

مولانا مرحوم کی خدمات یوں تو ہر محاذ پر بے انتہا ہیں لیکن جمعیت علماء اسلام کے پلیٹ فارم پر آپ کی خدمات کو نا قابلِ فراموش ہیں اور قومی اسمبلی میں آپ نے واقعۃً مردِ حق ہونے کا حق پورا کر دکھایا اور افغانستان پالیسی پر مجاہدین کی نصرت میں آپ کی خدمات بے مثال ہیں۔

گلاب خان وزیر (وانا جنوبی وزیرستان)

جناب! ہم سب اس غم میں آپ کے برابر شریک ہیں۔ کیا کریں، اس سلسلے میں انسان بے قوت اور بے حرکت ہے، سب یہاں سے باری آنے پر جائیں گے، دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ سب کو صبر جمیل عطا فرمائیں اور مرحوم کو جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائیں۔

فضل عظیم حقانی (صدر تنظیم علماء اساتذہ ضلع دیر)

حضرت شیخ مرحوم ایک نہایت رحمدل، جمالی مزاج کے مالک، بااخلاق نیک کردار، مدبر، عظیم سیاسی رہنما، عظیم محدث، فقیہ، مصنف اور علامہ باعمل تھے، وہ لاکھوں علماء کے روحانی باپ تھے۔

مقصود احمد (المعهد الدولی للاقتصاد الاسلامی ، الجامعة الاسلامیه العالیه اسلام آباد)

آپکے والد محترم حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ کے اس جہان فانی سے رحلت فرمانے کی تعزیت کرنا چاہتا ہوں، اللہ انہیں جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور انکے درجات بلند فرمائے، آمین

باب العلم اکیڈمی پاکستان

مرحوم بلا شبہ ملک و ملت کی مایۂ ناز شخصیتوں میں سے تھے۔ وہ ایک ایسی شخصیت تھے، جو خوفِ خدا، عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور حب اہلبیت رضی اللہ عنہم وصحابہ رضی اللہ عنہم کے پیکر تھے اور ان کے احکام وفرامین پر عمل پیرا ہونا ان کی زندگی کا اوڑھنا بچھونا تھا، ان کی دینی، ملی، سیاسی اور سماجی خدمات تا حیات لوحِ دل پر محفوظ رہیں گی، بطور ایک خطیب ومقرر، ادیب و مدبر انہوں نے تشکیل وتحریک پاکستان میں جو نمایاں کردار ادا کیا وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ مجھے امید ہے کہ ان کی بے لوث خدمات کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا، ان کی جدائی سے ہماری روحانی و دینی زندگی میں ایسا خلا پیدا ہوا ہے، جس کا پُر ہونا مشکل نظر آتا ہے (سید آل احمد رضوی، سیکرٹری جنرل)

سید معین الدین ایڈوکیٹ (سابق رکن مجلس شوریٰ)

آپ کے عظیم والد کے رحلت فرمانے کا جان کر صدمہ ہوا۔ کہ موجودہ دور صالحین سے یک سر خالی ہوتا جارہا ہے۔ آپ کے صدمہ کا مداوا تو کچھ نہیں ہوسکتا۔ لیکن دوست واقف کار دکھ اور رنج میں برابر کے شریک ہوتے ہیں۔ ہر شخص اپنے اپنے صدمات کے ترازو میں ایک دوست کے صدمہ کو تول کر اس کی گہرائی میں اتر جاتا ہے۔

علامہ عبدالحق (صدر انجمن انوار الاسلام)

حضرت اقدس قافلہ اہل حق کے سالار تھے۔ ان کا وجود اللہ کی زمین پر اس کی رحمت کا ایک نشان تھا۔ حضور والا کی دینی وعلمی خدمات رہتی دنیا تک یاد رکھی جائیں گی۔ اور ان کا لگایا ہوا گلشن سدا بہار رہے گا۔ یہ ناچیز اور ادارہ کے جملہ اساتذہ وطلبہ آپ کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت مولانا کو فردوسِ بریں میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کے قدموں کے صدقے ہمیں بھی نیک اعمال کی توفیق دے۔

جناب محمد سلیم (سینئر ایڈوکیٹ سپریم کورٹ)

حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ کے انتقال کی خبر ٹیلی ویژن پر سنی۔ انتہائی صدمہ ہوا۔ تمام گھر میں حضرت کے انتقال کی خبر نے دکھ اور رنج کی لہر دوڑا دی۔ حضرت صرف آپ کے والد نہ تھے بلکہ وہ مجھے اپنا بیٹا تصور فرماتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے کرم سے ہزاروں لاکھوں لوگ ان کی دینی تعلیم سے فیض یاب ہوئے اور اکوڑہ خٹک کا مدرسہ نہ صرف صوبہ سرحد کے طلباء کو تعلیم دیتا ہے بلکہ ملک بھر کے طلباء یہاں سے فارغ ہوئے اور دین کی خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔

مولانا گل شیر حقانی (صدر تنظیم العلماء اساتذہ فاٹا)

جناب شیخ الحدیث صاحب نور اللہ مرقدہ کی وفات نے نہ صرف آپ اور فضلائے حقانیہ اور متعلقین کو مغموم اور پریشان کیا ہے۔ بلکہ تمام اسلامیانِ پاکستان کو سوگوار بنایا ہے، تنظیم العلماء کے تمام ارکان آپ کے ساتھ غم میں برابر کے شریک ہیں۔

محمد شریف اخگر (انجمن ترقی اردو)

حضرت مولانا شیخ الحدیثؒ کی وفات حسرت آیات پر سکونِ قلب جاتا رہا ہے۔ اللہ انہیں اپنے سایہ رحمت میں رکھے اور آپ حضرات اور تمام قرابت داروں اور متوسلین کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔

شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان (ناظم اعلیٰ وفاق المدارس پاکستان)

حضرت الاساتذہ مولانا عبدالحق صاحب قدس اللہ سرہ العزیز کی وفات کا حادثہ جانکاہ آپ حضرات اور دوسرے عزیز واقارب کے لئے تو عظیم اور سنگین ہے ہی لیکن حضرت موصوف کے بے شمار تلامذہ جو پاک و ہند میں خصوصاً اور بلاد اسلامیہ اور دنیا بھر میں عموماً پھیلے ہوئے ہیں۔ ان سب کے لئے بھی انتہائی رنج و الم کا باعث بنا بلکہ ملت اسلامیہ پاکستان میں ہر دردمند دین سے تعلق رکھنے والے مسلمان کو اس سے صدمہ پہنچا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور ہم سب کو اس صدمہ کو برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین ، اور مرحوم کو جنت الفردوس میں بلند مراتب عطا فرمائیں۔ اور کروٹ کروٹ ان کو راحت وسکون اور چین و آرام نصیب فرمائیں۔ آمین

احقر کو ان کے ہزار ہا شاگردوں کی فہرست میں ایک ادنیٰ درجے کے شاگرد کی حیثیت سے شمولیت کا شرف حاصل ہے اور میرے اپنے گمان کے مطابق یہ عزت صرف دنیا کی حد تک ہی وجہ افتخار نہیں بلکہ آخرت کی ابدالآباد کی زندگی میں بھی اس کے ذریعہ کامیابی اور سعادت اندوزی کی بڑی توقعات وابستہ ہیں۔ حضرت مولانا مرحوم کو اللہ تعالیٰ نے بڑی جامع صفات شخصیت عطا فرمائی تھی ، اگر وہ ایک طرف علم کے سمندر کے شناور تھے اور تمام اقسام علوم میں ان کو وسعت نظر کے ساتھ حقیقی بصیرت بھی عطا ہوئی تھی۔ تو دوسری طرف اللہ تعالیٰ نے ینتفع بعلم کی عظمت سے ان کو ایسی درخشاں بلندی عطا فرمائی تھی کہ بلاشبہ اپنے دور میں علمی افادے کے اندر ان کی مثال اگر نایاب نہیں تو کم یاب ضرور تھی۔ ان کے اخلاق عالیہ، تواضع وانکساری، صبر وتحمل، احسان وکرم گستری، شفقت ورحمت، عفو و درگزر، جرأت ایمانی اور حق وصداقت کے لئے اولوالعزمی، عمل وعلم کمال امتیاز، استغناء وسیر چشمی و غیرہ نے ہر کہہ ومہہ دوست دشمن، اپنے اور غیر سب ہی سے اپنا لوہا منوایا۔ کمال یہ تھا کہ صفات حمیدہ میں رسوخ نے وہ طبعی کیفیت حاصل کر لی تھی کہ کبھی بھی ان کو نمود وظہور میں میں تکلف کا شائبہ کسی کو محسوس نہ ہوتا تھا۔ ایک طرف وہ عالم بے بدل تھے اور مسند علم پر علمی تحقیقات سے تشنگان علوم کو سیراب فرماتے تھے تو دوسری طرف شیخ وقت اور مرشد کامل تھے کہ طالبین کو تعلق مع اللہ کی دولت سے مالا مال فرمایا کرتے تھے۔ پھر ان عظیم دینی اور روحانی خدمات کے ساتھ انہوں نے پاکستان میں نظام اسلام کے قیام کیلئے مملکت خداداد پاکستان کے تحفظ واستحکام کیلئے جو گراں قدر خدمات انجام دیں۔ پاکستان کا ہر ذی شعور شہری اس سے بخوبی واقف ہے اور اسمبلی کا ریکارڈ اس کیلئے شاہد عدل ہے۔

مولانا عبدالعزیز محمدی (انجمن محبان صحابہ ڈیرہ اسماعیل خان)

حضرت اقدس شیخ الحدیثؒ کے حادثہ رحلت سے پوری امت یتیم رہ گئی، حضرت مرحوم کا نامِ نامی اور اسمِ گرامی علوم نبوت اور مسائل شرعیہ کی تحقیق کے لئے سند تھا جب حضرت کی قیادت میں تحریک نفاذ شریعت زوروں پر تھی تو ایک صاحب نے حضرت علامہ عبدالستار تونسوی مدظلہ سے عرض کیا حضرت! آپ جو شریعت بل کی حمایت کررہے ہیں اس کو دیکھا بھی ہے۔تو مولانا تونسوی نے فرمایا، بھائی ہم نے شریعت بل بھی دیکھا ہے مگر اس سے بھی بڑھ کر ان لوگوں کو دیکھا، مطالعہ کیا اور پڑھا ہے جو شریعت بل کی تحریک کی قیادت کر رہے ہیں۔ شیخ الحدیث مولانا عبدالحق دارالعلوم دیوبند میں میرے استاد تھے، ان پر اعتماد ہے، البتہ عملی طور پر کسی کو شریعت بل میں تردد ہو تو میرے پاس آئے اس کے ایک ایک جزکیہ پر تسلی کرادوں گا۔

حضرت مولانا محمد ولی صاحب (درویش جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن)

حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کی وفات حسرت آیات کی خبر یہاں شام مغرب سے قبل موصول ہوئی۔ جامعہ کے جملہ متعلقین اس روح فرسا خبر سے نڈھال ہوگئے۔ مغرب کے بعد تمام طلباء بمعہ اساتذہ ختم قرآن میں شریک ہوئے اور حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ کی مغفرت کے لئے دعا کی گئی۔ختم کے بعد ڈاکٹر عبدالرزاق صاحب نے حضرت مرحوم کی زندگی اور علم دین کے لئے ان کی کوششوں پر روشنی ڈالی۔ آخر میں جامعہ کے بزرگ استاد حضرت مولانا محمد ادریس صاحب نے دعا کرائی۔

یقین نہیں آتا کہ ہم واقعی ایک مستجاب الدعوات شخصیت کے سایہ سے محروم ہوگئے، قلم ان کو رحمہ اللہ لکھنے سے ہچکچاتا ہے۔ یہ سوچ کر کہ اب اپنی تکالیف کے رفع کے لئے دعا کی درخواست کس سے کریں گے۔ کلیجہ منہ کو آنے لگتا ہے۔صرف دارالعلوم حقانیہ ہی نہیں ایسے بے شمار جامعات ان کی دعاؤں اور توجہات سے محروم ہوگئیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت مرحوم کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور ان کے اس لگائے ہوئے باغ کو سرسبز وشاداب رکھے۔

رپورٹ

مولانا حبیب اللہ شاہ حقانی
رفیق موتمر المصنفین جامعہ حقانیہ

جامعہ دارالعلوم حقانیہ کی تقریب دستار بندی وختم بخاری

عالم اسلام کی عظیم الشان آزاد اسلامی یونیورسٹی جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک نوشہرہ میں گزشتہ سالوں کے برعکس ۱۰مارچ ۲۰۲۱ء بروز بدھ اکابر ومشائخ اور اساتذہ نے دارالعلوم کے دارالحدیث میں پندرہ سو سے زائد فضلاء ومتخصصین ۵۰ سے زائد حفاظ کی دستار بندی دارالحفظ میں کی گئی ،جبکہ اس سے قبل ختم بخاری و دستار بندی ایک ہی دن ہوتا تھا،ختم بخاری کی تقریب بروز جمعرات بعد از ظہر جامع مسجد شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ میں منعقد ہوئی ،جس کے لیے ایک عالی اسٹیج سجایا گیا تھا،یہ دن فضلاء کے لیے ایک یادگار دن ہوتا ہے،فضلاء زندگی کے ایک اہم موڑ میں داخل ہوتے ہیں ان کا آٹھ یا دس سالہ طلب علم کا سفر اختتام پذیر ہوتا ہے اور اساتذہ ان کے سروں پر اعتماد کی دستار باندھ دیتے ہیں تاکہ دین کی خدمت اپنے اسلاف کے طریقے پر کرسکے،اکوڑہ خٹک اور گردونواح کے عوام اپنے گھر اور حجرے فضلاء کے والدین،سرپرستوں اور مہمانوں کی مہمان نوازی کے لیے خالی کرتے ہیں تاکہ مہمانوں کو آرام وسکون میسر ہو، دارالعلوم کے کمرے اور درسگاہیں بھی مہمانوں سے بھری ہوتی ہیں، دور دراز سے آئے ہوئے لوگوں کی تعداد بلا مبالغہ لاکھوں میں ہوتی ہیں،دارالعلوم کے سامنے سروس روڈ پر کتابوں اور سہروں کا بازار و میلہ لگا ہوتا ہے، اس سال بھی ہلکی ہلکی بارانِ رحمت برس رہی تھی جس نے موسم کو نہایت خوشگوار بنایا تھا۔

اسٹیج پر دارالعلوم حقانیہ کے مہتمم ونائب صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان شیخ الحدیث حضرت مولانا انوارالحق مدظلہ، نائب مہتمم مولانا حامد الحق حقانی مدظلہ،شیخ الحدیث حضرت مولانا مغفور اللہ باباجی مدظلہ، شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا عبدالحلیم المعروف دیر باباجی مدظلہ، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد ادریس مدظلہ، شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی (شارح صحیح مسلم وخطیب جامع مسجد مولانا عبدالحقؒ)، شیخ الحدیث حضرت مولانا تاج محمد حقانی، مولانا حافظ شوکت علی ،مولانا سعیدالرحمان، مفتی غلام قادر، مفتی مختاراللہ،مولانا فیض الرحمان ،مولانا راشدالحق سمیع ،مولانا سلمان الحق حقانی، مولانا عرفان الحق حقانی، مولانا لقمان الحق حقانی، مولانا بلال الحق مکی، مولانا اسامہ سمیع

حقانی، مولانا مفتی عبدالمنعم حقانی، مولانا احمد شاہ حقانی، جمعیت علمائے اسلام کے مولانا صلاح الدین ایوبی، مولانا مفتی فضل غفور، مولانا امانت شاہ حقانی تحریک انصاف کے ایم پی اے جناب محمد ادریس خٹک صاحبان اور دیگر سیاسی و مذہبی زعماء و مشائخ تشریف فرما تھے۔

اسٹیج سیکرٹری کے فرائض حسب سابق مولانا محمد یوسف شاہ حقانی انجام دے رہے تھے، شاہ جی نے جامع مسجد مولانا عبدالحقؒ کے امام مولانا فدایت اللہ حقانی کو دعوت دی، جنہوں نے خوش آوازی سے تلاوت کلام پاک فرمایا، جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے شریک دورہ حدیث مداح مصطفیٰ مولانا حسان حسانی نے اپنے الوداعی نظم سے محفل کو گرمایا:

الوداع! اے دین حق کے پاسبانو! الوداع!
جامعہ حقانیہ کے فاضل جوانو! الوداع!

نظم کے اختتام پر شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد ادریس مدظلہ نے حسانی کو انعاماً چغہ پہنایا۔

کلمات تشکر

نظم کے بعد نائب مہتمم مولانا حامد الحق حقانی کو دعوت دی گئی، جنہوں نے حمد وصلاۃ کے بعد ارشاد فرمایا: میں صمیم قلب سے یادگارِ اسلاف شیخ الحدیث حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ، فضلائے کرام، علمائے کرام، اساتذہ ومشائخ، طلبائے علوم نبویہ اور مفتیانِ عظام کی طرف سے آپ سب حضرات کا شکریہ ادا کرتا ہوں آج کی یہ مجلس آپ کے دم اور محنتوں کی وجہ سے روشن و آباد ہے، آج کا دن خوشی کا بھی ہے اور غم کا بھی، خوشی کا اس لحاظ سے کہ امتِ مسلمہ کے لیے اساتذہ، خطباء، مصنفین اور مبلغین کی ایک بڑی جماعت تیار ہوگئی، جوانوں کی جذبے بھی جوان ہوتے ہیں اور وہ دل وجان سے دین کی محنت کرتے ہیں، میں اپنے فضلاء سے کہنا چاہتا ہوں کہ لوگ آپ کے منتظر ہیں، وہ آپ سے علم کی روشنی طلب کرنا چاہتے ہیں، بدقسمتی سے آج ہمارا معاشرہ مختلف رسومات اور جہالتوں میں مبتلا ہے، اس دورِ پُرفتن میں جتنے بھی علماء پیدا ہوں کم ہیں اور غم کا دن اس لحاظ سے ہے کہ ابھی تک آپ لوگ بے فکر تھے، اب آپ کے کندھوں پر ایک بہت بڑی ذمہ داری عائد ہوئی ہے، اس وجہ سے آپ سب اخلاص کے ساتھ دین کی خدمت کریں، اخلاص بہت اہم اور ضروری چیز ہے، آپ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ اور شہیدِ اسلام حضرت مولانا سمیع الحقؒ کی اخلاص کی برکات کا اپنی آنکھوں سے معائنہ کررہے ہیں، یہ دارالعلوم ان حضرات اور عم مکرم شیخ الحدیث انوارالحق مدظلہ کی

شبانہ روز محنتوں کا ثمر ہے، انہوں نے سرمایہ، صحت، جوانی سب کچھ دار العلوم کے لیے قربان کردیا، شیخ الحدیث حضرت مولانا مغفور اللہ باباجی، شیخ التفسیر حضرت مولانا عبدالحلیم دیر باباجی، دیگر اساتذہ ومشائخ، نظماء، خدام، مؤذنین، قاری صاحبان، مفتیان اور دیگر گمنام سپاہیوں کی قربانیاں ہیں۔

ہمارا طرز وطریقہ وہی ہے جو ہمیں اپنے اسلاف واکابر شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اور دیوبند کے اکابر سے ملا ہے، آج آپ کو دستار فضیلت سے نوازا گیا تو اللہ تعالیٰ پر توکل کرکے اعتدال کے ساتھ جدوجہد کا آغاز کریں، ہم سب ایک امت ہیں، کوئی تبلیغ کرے گا، تو کوئی درس وتدریس تو کوئی جہاد کرے گا۔ عالمی طاقتیں مدارس اور علماء کی وحدت کو توڑنا چاہتے ہیں، آج اتحاد واتفاق کا وقت ہے، ایک پلیٹ فارم پر جمع ہونے کا وقت ہے، اگر ہم تقسیم در تقسیم ہوں تو معاذ اللہ! کہیں مغربی ایجنڈوں کی تکمیل اس صدی میں نہ ہو۔

آج بے حیائی اور بے شرمی کے مارچ آپ دیکھ رہے ہیں، میرا جسم میری مرضی جیسے حیا سوز نعرے لگ رہے ہیں کیا یہی ہمارا کلچر ہے؟ ہمارے اقدار و روایات کہاں گئے؟ ہم یونیورسٹیوں کی تعلیم کے حق میں ہیں، لیکن بے شرمی اور بے حیائی کے خلاف ہیں، جو بھی طاقت عورت مارچ کی اجازت دیتا ہے وہ عذاب الٰہی کو دعوت دیتا ہے، یہ غیور مسلمان ایسا کرنے کی اجازت ہرگز نہیں دیں گے۔ آپ سب (فضلاء) سے عہد بھی لیا جائے گا ان شاء اللہ! ہم مولانا عبدالحق اور مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے مشن کو جاری رکھیں گے، ہم دار العلوم کے اساتذہ، اراکین اور مہتمم صاحب ایک مرتبہ پھر شکریہ ادا کرتے ہیں کہ آپ نے لاکھوں کی تعداد میں اس بابرکت اجتماع میں شرکت کی۔

ختم بخاری شریف

کلماتِ تشکر کے بعد مہتمم جامعہ اور نائب صدرِ وفاق شیخ الحدیث حضرت مولانا انوار الحق مدظلہ کو دعوت دی گئی کہ بخاری شریف کی آخری حدیث کا درس دیں۔

دورہ حدیث کے ایک طالب علم نے سندِ حدیث اپنے شیخ اور استاد سے لے کر امام بخاریؒ تک بیان کی اور آخری حدیث کی تلاوت بھی کی۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا انوار الحق مدظلہ نے حمد وصلاۃ کے بعد فرمایا: ابھی تو آپ فضلاء ہیں، یہ بخاری شریف کی آخری حدیث ہے، امام بخاری کی حیاتِ طیبہ ایک لمبی داستان اور تاریخ ہے، اساتذہ نے آپ کو بتایا ہوگا اور آپ نے کتابوں اور شروحات میں پڑھا بھی ہوگا کہ انہوں نے کتنی مشقتیں برداشت کیں، علم حدیث کے حصول کے لیے

کہاں کہاں کا سفر کیا اور اپنی اس کتاب کو کیسے مرتب کیا؟ شارحین لکھتے ہیں کہ آپ مکہ مکرمہ میں خانہ کعبہ میں مراقبہ فرماتے، پہلے غسل کرتے، خوشبو لگاتے، مقام ابراہیم کے ساتھ استخارہ پڑھتے بعد میں حدیث مبارک لکھتے اور ایک ایک حدیث لکھنے کے لیے انہوں نے یہ عمل کیا، ابواب وتراجم قائم کرنے کیلئے مسجد نبوی مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور وہاں بھی یہی معمول رہا کہ پہلے غسل کیا، خوشبو لگائی، استخارہ پڑھا اور بعد میں ترجمۃ الباب قائم کیا، اسی وجہ سے ان ترجمۃ الابواب میں بہت باریکیاں ہیں، چھ لاکھ احادیث میں سے سات ہزار چار سو بہتر) مترادفات کے بغیر اور مترادفات کے ساتھ نو ہزار احادیث اس کتاب میں جمع فرمائی ہیں اس کتاب کی خصوصیات پر اگر بیان شروع کروں تو دس دن میں بھی ختم نہیں ہوگا علامہ مروزیؒ بہت بڑے عالم ہیں فرماتے ہیں کہ میں نے خواب دیکھا کہ مدینہ منورہ میں آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھڑا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا: اے محمد بن مروزی! تم ہمیشہ دوسروں کی کتابیں پڑھتے ہو میری کتاب بھی پڑھا کرو، میں نے عرض کیا: حضور! آپ کی کتاب کون سی ہے؟ تو فرمایا: صحیح بخاری۔

بہرحال! امام بخاریؒ نے اپنی اس کتاب کی ابتدا کتاب الایمان سے فرمائی اور اختتام کتاب التوحید پر، توحید ایمان کا اہم ستون ہے، یہ اشارہ ہے کہ توحید وایمان کا دار ومدار خاتمہ پر ہے، اگر خاتمہ توحید پر ہوا تو کامیاب ورنہ ناکام۔ دوسری بات کتاب عمل سے شروع کیا انما الاعمال بالنیات عمل وہی معتبر اور مقبول ہے جو خالص اللہ تعالیٰ کے لیے ہو، اور عمل وہی درست ہوگا جس کی آمد وحی کے مطابق ہو، ہر عمل عقیدہ چاہتا ہے، یہ عمل کیسا ہے؟ اس کی کمیت کیسی ہے؟ کیفیت کیسی ہو؟ اللہ تعالیٰ کے لیے تھا یا نہیں، اس وجہ سے اللہ تعالیٰ کے احکام اور ایمان کے ارکان کو پورا کرنا ہے۔ وحی کے مطابق اعمال قابل قبول ہوں گے، جو عمل وحی کے مطابق ہوگا تو وہ وزنی بھی ہوگا، کیونکہ قیامت میں اعمال کا وزن کیا جائیگا فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ○ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ذرے ذرے کا حساب ہوگا۔ انسان کے اعضا گواہی دیں گے، کبھی گواہ گھر سے بھی ہوتا ہے۔

موازین جمع کیوں لائے؟ تو اس کے مختلف جوابات ہیں، ہر عمل کے تولنے کا الگ میزان ہوگا، یا ہر آدمی کے اعمال تولنے کا میزان الگ ہوگا، قرآن پاک میں ارشاد ہے فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ ○ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ تو محدثین کا کہنا ہے کہ جمع تعظیم کے لیے لائے ہیں۔ امام بخاریؒ نے آیت کی روشنی فرمایا کہ کل قیامت کے دن ترازو قائم ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کی صفات کو ملحوظ رکھتے ہوئے کسی قسم کا اشکال تمہارے ذہن میں نہ ہو کہ کس طریقے سے وزن ہوگا؟ کن کیفیتوں سے ہوگا؟

اس لیے امام بخاریؒ سب سے پہلے ونضع الموازين القسط ليوم القيامة لائے، قسطاس مجرد سے ہو تو ظالم کے معنی میں واما القاسطون فكانوا لجهنم حطبا، اگر مزید سے ہو عدل کے معنی میں، ظالم وجابر حکمران حجاج بن یوسف نے ایک تابعی سے پوچھا کہ میرے بارے میں کیا کہتے ہو؟ انہوں نے کہا انت قاسط عادل لوگ حیران ہوئے کہ کیسے اس ظالم کی صفت فرمائی، حجاج بھی عالم تھا اس نے کہا ظالمو! اس نے تو مجھے گالی دی ظالم کہا، تو یہ باتیں قرینہ سے معلوم ہوتی ہیں۔ حضرت امام بخاریؒ حضرت مجاہدؒ کے حوالے سے فرماتے ہیں القسطاس العدل بالرومية، عجم کی زبان میں قسطاس عدل کو کہتے ہیں آگے فرماتے ہیں القسط مصدر المقسط وهو العادل، مقسط اسم فاعل کا صیغہ ہے باب افعال مزید سے جس کے معنی عادل کے ہیں واما القاسط فهو الجائر ایک ہی لفظ ہے لیکن متضاد ہے مجرد میں آئے تو معنی الگ اور مزید میں آئے تو معنی الگ یہ عربی زبان کا حسن ہے اور علماء نے اس پر مستقل کتابیں لکھی ہیں اور یہ حدیث دو مرتبہ پہلے بھی امام بخاری نے ذکر کیا ہے کل تین مرتبہ یہ روایت ذکر کی ہے لیکن ہر مرتبہ راوی الگ ہے اَشکاب یا اِشکاب ان سے یہ روایت آخر میں سنی ہے اس لیے اسے کتاب کے آخر میں لائے۔ امام بخاری نے اپنی کتاب کی پہلی روایت بھی حمیدی ایک راوی سے روایت کرتے ہیں اور یہ آخری روایت احمد سے، یعنی حمد سے شروع کیا اور حمد پر ختم بھی کیا، اور وہ روایت حضرت عمرؓ سے مروی ہے جو اولوالعزم اور عادل تھے، اور یہ آخری حدیث حضرت ابو ہریرہؓ سے نقل کیا جو حافظ الحدیث اور امیر المؤمنین فی الحدیث تھے۔

سبحان الله وبحمده سبحان الله العظيم پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی، پھر بڑائی، اور کبریائی، امام بخاریؒ نے سبحان الله وبحمده سبحان الله العظيم کے ذریعے ہمیں بتلایا کہ اللہ پاک کا ذکر اللہ پاک کی یاد اور اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ جتنی زیادہ ہوگی اللہ تعالی دنیا وآخرت کی پریشانیاں اور مشکلات حل فرمائے گا۔ امام بخاری ہمیں اپنے اعمال کا جائزہ لینے کی ترغیب دے رہے ہیں، یہی ایک چیز ہے جو ہمیں اللہ تعالیٰ سے ڈرا رہا ہے، دنیا کی کوئی پولیس اور کیمرہ ہمیں ڈرانے والا نہیں، سوائے اس کے کہ مرنے کے بعد ہم نے حساب دینا ہے اور میری زبان اور اعضا سے نکلتا ہوا ہر قول وفعل فرشتے لکھتے ہیں، اس لیے زبان کی حفاظت کریں، اعمال کی حفاظت کریں، ہر وقت آخرت کا استحضار کریں، اللہ تعالیٰ کے بندوں کو فائدہ پہنچانے والے بن جائیں، دوسروں کو تکلیف دینے والے نہ بنیں، مومن کی مثال تو کھجور کی درخت کی طرح ہے جو ہر حال میں فائدہ پہنچاتا ہے۔

اب آپ حضرات فضلا بن گئے اس بات کی فکر بالکل نہ کریں کہ ہم کھائیں گے کہاں سے؟ اللہ

تعالیٰ دے گا،تم لوگ علم کے لیے خود کو وقف کرو، جو اساتذہ سے سیکھا اس کو دوسروں تک پہنچاؤ، استغنا اختیار کرو دنیا تمہارے پاؤں چھومے گی، دنیا حاصل کرنے سے حاصل نہیں ہوتا، بلکہ تم جتنا اس کے پیچھے بھاگو گے یہ تمہارے ہاتھ نہیں آئے گی، علم بغیر طلب کے حاصل نہیں ہوتا اور دنیا بغیر طلب کے بھی حاصل ہوسکتی ہے۔قاسم العلوم والخیرات مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کا مشہور واقعہ ہے کہ آپ طلبہ کو درس دے رہے تھے کہ کوئی نواب ان کے پاس ہدیہ لایا جس کے قبول کرنے سے آپ نے انکار فرمایا، اس نواب نے مسجد سے نکلتے ہوئے جوتیوں کی جگہ اس رقم کو ڈالا، حضرت جب درس سے فارغ ہوئے تو طلبہ سے مخاطب ہوکر فرمایا؛ دنیادار بھی دنیا کماتے وہ دنیا ان کے پاؤں پڑتے ہیں اور اللہ والے بھی دنیا کماتے ہیں مگر پاؤں پڑ رہی ہے اور وہ اسے قبول نہیں کرتے۔آپ نے بھی وہیں ساری رقم طلبہ میں تقسیم فرمائی۔

تجدید عہد وفا: حلف نامہ

اب ہر سال فضلا سے ایک عہد وحلف لیا جاتا ہے تم سب اس پر عمل کرو گے۔

”ہم اللہ تعالیٰ کے لامتناہی احسانات کے صمیم قلب سے شکر گزار ہیں کہ اُس نے ہمیں قرآن پاک اور احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اشاعت وترویج کیلئے منتخب فرمایا اور دارالعلوم حقانیہ کے جلیل القدر مشائخ کرام اور اجلہ اساتذہ عظام سے مستفید ہونے کا موقع دیا، جامعہ دارالعلوم حقانیہ بلاشبہ اسلامی علوم ومعارف کا عظیم مرکز ہے ، ہم دارالعلوم حقانیہ کے آغوش شفقت میں جن انعامات سے نوازے گئے ان کا کما حقہ شکر ادا کرنے سے قاصر ہیں۔ہم اپنے تمام اکابر اساتذہ اور شیوخ کی موجودگی میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ عہد کرتے ہیں کہ ہم اب اس عظیم امانت، وراثت نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ترویج واشاعت میں اپنی حیات کو وقف کریں گے اور ہر دم اپنے مادر علمی جامعہ حقانیہ کے وفادار رہیں گے۔ہمیں موجودہ دور کے فتنوں اور چیلنجز کا پورا پورا احساس ہے ،ہم علمی ،فکری اور نظریاتی پلیٹ فارموں پر اپنے اسلاف کے نقش قدم پر حق کا علَمبلند رکھیں گے (ان شاء اللہ) اور اپنی زندگی کو کتاب وسنت کی اشاعت ،اعلائے کلمۃ اللہ اور اسلامی نظام کے قیام کیلئے وقف کریں گے۔اللہ تعالیٰ دارالعلوم حقانیہ کو تاقیامت قائم رکھے اور اپنے سلف صالحین ،شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ اور شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے نقش قدم پر ہمیں دین کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین یارب العالمین“

تفسیر لاہوری و ''الحق'' نمبر کا تعارف

ختم بخاری کے بعد حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب مدظلہ کو دعوت دی گئی جنہوں دارالعلوم کی طرف سے چند اعلانات بھی کیے اور تفسیر لاہوری و الحق کی خصوصی اشاعت کے بارے میں بھی ارشادات فرمائے جس کا خلاصہ درج ذیل ہے

خطبہ مسنونہ کے بعد! بغیر تمہید کے ،بغیر القاب و آداب کے سب کچھ ہوگیا اور اب وقت ضائع نہیں کرتا ، پہلی بات یہ ہے کہ ہم سب آج یہ فیصلہ کرتے ہیں کہ ان شاء اللہ ناموس رسالت کے تحفظ ،ناموس صحابہ کے تحفظ ، ملک میں نفاذ شریعت اور اسلامی انقلاب کے لئے جس طرح مولانا سمیع الحق شہیدؒ نے جان دے دی۔ ہم گردنیں کٹوا دیں گے ،اپنی چمڑی ادھڑوا دیں گے اور جسم کے ٹکڑے کر دیں گے لیکن اسلام ،پیغمبر حق (صلی اللہ علیہ وسلم)اور مولانا سمیع الحق کا دامن نہیں چھوڑیں گے اور مجھے کہنے دو مولانا سمیع الحق جامعہ دارالعلوم حقانیہ اور مولانا عبدالحق حقانیہ کی صورت میں کل بھی زندہ تھے ،آج بھی زندہ ہیں اور قیامت تک کیلئے زندہ رہیں گے۔

یہ دیکھو میرے سامنے تفسیر امام لاہوری دس جلدوں میں موجود ہے ،اس پر حضرت شہید نے اپنی زندگی میں کام شروع کر دیا تھا اور ڈھائی تین پارے باقی تھے کہ حضرت اس دنیا سے تشریف لے گئے پھر حضرت مولانا انوار الحق صاحب دامت برکاتہم کی دعاؤں میں مولانا راشد الحق سمیع اس مشن کو لیکر آگے بڑھے ، کتابت اور بقیہ کام وغیرہ مکمل کروادیا ، اب ان شاء اللہ دس جلدوں میں پریس جانے والی ہے ،یہ بطور مثال آپکے سامنے ہم نے ڈمی بنا کر پیش کی ہے تا کہ علماء و شرکاء دیکھ لیں اور دعا کریں کہ اللہ کریم اس میں برکت ڈال دے ،اب مسئلہ یہ ہے کہ اس تفسیر میں خاص کیا ہے؟ میں نے امام رازیؒ کی تفسیر سورہ فاتحہ پڑھی ، میں نے مولانا ابوالکلام آزادؒ کی تفسیر ام الکتاب پڑھی ، میں نے شاہ عبدالعزیز کے شاگرد مولانا اکرام الدین کی سورہ فاتحہ پڑھی اور بہت سارے علما کی تفاسیر میں نے پڑھی ہیں ،لیکن جس انداز سے امام لاہوریؒ نے سورہ الفاتحہ کی تفسیر لکھی اور بیان کی ہے اور جس انداز سے پورے قرآن کا ترجمہ اور درس دیا ہے ، یہی وہ ترجمہ اور درس ہے جو قاری محمد طیب قاسمی صاحب ان سے پڑھ کر گئے اور مولانا ابوالحسن علی ندویؒ ان سے پڑھ کر گئے اور مولانا عبدالحلیم دیروی نے ان سے پڑھی اور مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ مدنیؒ ان سے پڑھ کر گئے اور اب تک ہزاروں علما جب تک امام لاہوری زندہ تھے ، ہزاروں علما ان سے پڑھ کر گئے ، شیخ الحدیث مولانا سمیع

الحق شہید نے ان سے پڑھا، آج سے ساٹھ سال پہلے وہ پڑھتے رہے، لکھتے رہے، اب اللہ نے موقع دیا وہ تفسیر مکمل کر ڈالی اور اس میں ہے کیا؟ تمام تفسیریں آپ دیکھیں اور میں نے بھی اس کا مطالعہ کیا، میں نے جب اسکی پروف ریڈنگ اور تصحیح کا کام شروع کر دیا تو ایسے لگا، ایسے لگا، ایسے لگا گویا اللہ تعالی بول رہے ہیں اور میں سن رہا ہوں۔ امام لاہوریؒ کے امتیاز مولانا سمیع الحق شہید کا طرز تحریر، ادبی فنکاریاں، بلند و بالا قلم کاریاں، سادہ انداز بالکل حضرت درخواستی کی تقریر کی طرح، لیکن لوگو! تفسیر پڑھتے جاؤ ایسے لگے گا جیسے اللہ پاک کے دامن میں بیٹھا ہوں، ان شاء اللہ یہ بہت جلد منظر عام پر آجائیگی۔ دوسرا کام مولانا سمیع الحق کا بقا اور تحفظ اور ان کے مشن کو زندہ اور جاری رکھنے کے حوالے سے ان کا مشن زندہ ہے اور حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ جو یہاں تشریف فرما ہیں، بڑے استاد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ کے ساتھ کام کرتے رہے، اپنے بھائی مولانا سمیع الحق شہید کا پورا کام سنبھالتے رہے اور اب اپنے بھتیجوں کی سرپرستی کر رہے ہیں، مولانا راشد الحق، مولانا سمیع الحق شہید پر خصوصی الحق نمبر تین جلدوں میں لا رہے ہیں۔

تو میں عرض کر رہا ہوں کہ ان کے چھوٹے صاحبزادے مولانا راشد الحق حقانی اس پر کام کر رہے ہیں، سیاسی امور مولانا حامد الحق حقانی نے سنبھال لئے ہیں اور ادبی، علمی کام مولانا راشد الحق سمیع نے سنبھالا ہوا ہے اور قلمی کام اور ماہنامہ ''الحق'' کے پچیس سال سے ادارت کی ذمہ داریاں سنبھال رہے ہیں، الحق کے مدیر شہیر اور دارالعلوم میں مدرس ہیں، حضرت مولانا سمیع الحق شہید کی زندگی میں تمام تعمیرات کا کام بھی سنبھالا اور وسیع و عظیم اور بے مثال تاریخی مسجد، جس پر کروڑوں روپوں کا خرچہ آرہا ہے وہ بھی تکمیل کے تقریباً آخری مراحل میں پہنچا دیا ہے۔ اس کے علاوہ ''الحق'' کے آٹھ، دس نمبرات بھی چھاپ چکے ہیں، ان کے ساتھ حضرت والد کی خصوصی دعائیں تھیں، اب اپنے چچا حضرت مولانا انوار الحق صاحب کی سرپرستی، محبت و شفقت وعنایت اور کا بھرپور تعاون اور ان کی برکات سے الحمدللہ مولانا راشد الحق تین ضخیم جلدوں میں مولانا سمیع الحق شہید نمبر منظر عام پر لا رہے ہیں۔

آج تک پاک و ہند میں رسائل کے نمبر چھپتے رہے ہیں لیکن ایسا تاریخی ادبی، فنی اور پوری زندگی کے تمام گوشوں پر حاوی خلوت وجلوت کے مظاہر، سیاسی کامیابیاں و کامرانی، درس وتدریس اور تصانیف مولانا سمیع الحق شہید کی زندگی اور حیات کا گوشہ اس میں مفصل بیان کر دیا گیا ہے۔

آپ حضرات دعا کریں کہ یہ کام حضرت مولانا انوار الحق صاحب کی سرپرستی میں مولانا

راشد الحق سمیع جلد شائع کرادیں، مولانا حامد الحق صاحب جس طرح سیاسی میدان میں کام کررہے ہیں تو علمی کام، ماہنامہ ''الحق'' کی ادارت اور قلمی وادبی کام مولانا راشدالحق پورا کررہے ہیں۔ تفسیر بھی آگئی اور ''الحق'' نمبر بھی آگیا اور اس کے علاوہ صلیبی دہشت گردی اور عالم اسلام جو مولانا سمیع الحق شہید کا کارنامہ تھا، جس نے پوری دنیا کو ہلا کر رکھ دیا وہ کتاب دوبارہ چھپ کر منظر عام پر آگئی ہے۔ یہ چھپتے رہیں گے اور آگے بڑھتے رہیں گے، ان شاء اللہ، مولانا سمیع الحق کا خون رائیگاں نہیں جائے گا۔

کفر تو کفر ہے بڑھتا ہے تو مٹ جاتا ہے
خون تو پھر خون ہے رنگ لاتا ہے

مولانا شہید کا خون اپنے صاحبزادوں، فضلا، علماء، طلباء اور علمی تصانیف وتالیفات اور تفسیر لاہوریؒ اور ''الحق'' کے خاص نمبر اور پندرہ سو سے زائد فضلاء کی صورت میں اپنا رنگ اور جلوے دکھا رہا ہے، ان شا اللہ اسی طرح مولانا سمیع الحق کی دسیوں بیسیوں کتابیں نمبروار چھپتی رہیں گی، ہزاروں طلبہ فضلاء بنیں گے اور پوری دنیا میں علم وعمل اور دعوت وتبلیغ اور جہاد کا رنگ پھیلاتے رہیں گی۔

منفرد حیثیت کی حامل جامع مسجد

اس کے بعد اسٹیج سیکرٹری مولانا محمد یوسف شاہ حقانی نے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد ادریس ترنگزئی صاحب مدظلہ کو دعوت دی، انہوں نے خطبہ مسنونہ کے بعد اِنَّمَا یَعۡمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰہِ مَنۡ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَ الۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ تلاوت کے بعد فرمایا جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے مہتمم نمونہ اسلاف شیخ الحدیث حضرت مولانا انوارالحق صاحب مدظلہ، نائب مہتمم مولانا حامد الحق حقانی صاحب، علمائے کرام، مشائخ عظام، عزیز طلبہ اور دور دراز سے آئے ہوئے مہمانانِ گرامی اور فضلائے کرام کے عزیز واقارب!

اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے کہ دارالعلوم حقانیہ فرشتہ صورت وسیرت شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق رحمہ اللہ کا لگایا ہوا باغ ہے، ان کی اخلاص و دعاؤں کی بدولت الحمد للہ دن بدن پھلتا پھولتا جارہا ہے اور ایک عالم کو مہکا رہا ہے، برصغیر پاک وہند میں دورہ حدیث کے اتنے طلبہ کسی مدرسہ میں نہیں، میرے بھائیو! یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے، مولانا سمیع الحق شہیدؒ کی محنتوں اور دعاؤں کا ثمر ہے، حضرت مہتمم صاحب مدظلہ اور ان کی ٹیم کے شبانہ روز کوششوں کا بھی اس میں دخل ہے۔ اللہ تعالیٰ

اس گلشن کو تا قیامت باغ و بہار رکھے۔ آمین

میرے بھائیو! دو باتیں عرض کرتا ہوں مہتمم صاحب نے آپ سے عہد لیا، یہ پگڑی اور عمامہ جو آپ کو پہنایا گیا تو یہ ایک ذمہ داری آپ پر ڈالی گئی اور آپ سے عہد وفا لیا گیا، کفر و شرک اور ضلالت و گمراہی کو تاریکی اور دین و ہدایت کو نور سے تعبیر کرتے ہیں، آپ اپنے اپنے علاقوں میں جائیں گے تو گمراہی کی تاریکیوں سے آپ کا سامنا ہوگا، اگر آپ لکڑی اٹھائے اور تاریکیوں کو بھگانا چاہیں تو آپ ناکام ہوں گے، اگر آپ نے ایک چھوٹی سی شمع روشن کی تو اندھیرے خود بخود ختم ہونا شروع ہو جائیں گے۔ اس لیے آپ نے لڑنا جھگڑنا نہیں بلکہ قرآن و سنت کے دروس کا شمع روشن کر کے گمراہیوں کو ختم کرنا ہے۔ ہم نے وقتاً فوقتاً آپ کی رہنمائی کی ہے آج ہم آپ کو اس چمنستان سے رخصت کر رہے ہیں۔

دوسری بات! مولانا عبدالحقؒ دارالعلوم دیوبند کے استاد تھے، لوگ کہتے کہ یہ دو تین مولوی کیا کریں گے؟ لیکن ان کا اللہ تعالیٰ کے سامنے رونا تھا، اخلاص تھا، شب و روز محنت تھی، اس کی برکت ہے کہ آج دارالعلوم بہترین درس گاہوں پر مشتمل ہے۔ یہ مسجد جس میں آپ بیٹھے ہیں یہ کوئی عام مسجد نہیں، یہ مولانا شہیدؒ کی دلی ہے، اللہ کی قسم! دارالعلوم کی ملکیت میں کوئی جاگیر نہیں، کوئی کارخانہ نہیں، یہ عظیم ادارہ ہے، اس کے بجلی کے اخراجات لاکھوں روپے ہیں، اتنی بڑی مسجد کا تعمیر ہونا یہ حضرت شہیدؒ کا اخلاص تھا، اللہ پر توکل و بھروسہ تھا، الحمدللہ! مسجد کا ڈھانچہ انہوں نے دیکھا تھا، دارالحدیث دیکھی تھی، تفسیر لاہوری کی شکل دیکھی تھی، مسجد پر بہت بڑا خرچہ ہو رہا ہے، یہ عالمی مسجد ہے، اس کے دروازے مسجد نبوی کے نقشے پر ہوں گے، جسے دیکھ کر آپ کو مسجد نبوی یاد آئے گا، گنبد کو دیکھو گے تو گنبد خضرا نظر آئے گا، یہ مسجد برصغیر میں منفرد حیثیت کی حامل ہوگی ان شاء اللہ۔ اب اس میں جو کام باقی ہے، اس کی تفصیل میں آپ حضرات کے سامنے پیش کرتا ہوں، آپ جنت میں گھر بنانے کی نیت سے اپنے پاک مال سے اس میں حصہ لیں گے۔

مراکشی تزئین و آرائش کا مجوزہ ڈیزائن

جامع مسجد مولانا عبدالحق مرکزی ہال، برآمدے، گنبد، بیرونی در و دیوار، چھت اور مینار پر مراکشی طرز پر تزئین و آرائش پر کل خرچہ تقریباً چار کروڑ بنتا ہے، فی سکوائر فٹ ۴۰۰ روپے بنتا ہے

ماربل: مرکزی ہال جو تقریباً پندرہ ہزار سکوائر فٹ بنتا ہے اس پر تقریباً سوا کروڑ روپے کا

تخمینہ بنتا ہے

دروازے: مسجد مولانا عبدالحقؒ کے دروازوں کیلئے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازوں کا ڈیزائن منتخب کیا گیا ہے۔ ۱۳ر عظیم دروازوں کا ایک کروڑ روپیہ سے زائد کا تخمینہ

لائٹنگ: پنکھے، فانوس اور گرمی کیلئے ڈکٹنگ کا نظام قائم کرنا: لاگت تقریباً ۹۰ر لاکھ روپے

قالین: مسجد میں سردیوں کیلئے معیاری اور خوبصورت کارپٹ کا انتخاب ماہرین ۱۵ر ہزار اسکوئر فٹ فرش پر ۸۰ر لاکھ روپے۔

لاؤڈ اسپیکر: مسجد کا ساونڈ سسٹم پر ایک کمپنی نے ۷۷ر لاکھ روپے کا خرچہ بتایا ہے

کھڑکیاں: مسجد کے تہہ خانے میں روشندانوں سمیت تقریباً پندرہ سو اسکوائر فٹ اس کا تخمینہ 20 لاکھ روپے بنتا ہے۔

چھت کا گنبد: گنبد کے نیچے چھت پر مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے گنبدوں پر جو خوبصورت لکڑی لاثانی اور دیگر اعلیٰ نقش و نگار کا کام ہوگا اس پر بھی کافی لاگت آئے گی۔

☆ ۵۰ر عدد باتھ روم، وضو خانوں کی تعمیر الگ ہے۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا انوار الحق مدظلہ کی پرسوز دعا سے اس پرنور مجلس کا اختتام ہوا۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے چھوٹے صاحبزادے مولانا خزیمہ سمیع حقانی، شیخ الحدیث حضرت مولانا مغفور اللہ باباجی کے صاحبزادے مولانا حماد حقانی نے بھی اس سال سند فراغت حاصل کی، نیز مولانا عرفان الحق حقانی کے صاحبزادے حافظ معز الحق بھی حافظ قرآن بن گئے، اللہ تعالیٰ سب فضلاء سمیت انہیں بھی علوم نافعہ سے نوازے۔ آمین

موتمر المصنفین کی جملہ مطبوعات و دیگر کتب حاصل کرنے کیلئے
اس نمبر پر رابطہ فرمائیں
مفتی مولانا محمد فہد حقانی 0315 9898998

جنرل مرزا اسلم بیگ
سابق چیف آف آرمی سٹاف پاکستان

طالبان ہی افغانستان میں قیام امن کی ضمانت ہیں

سماجی انصاف کی کیسی ستم ظریفی ہے کہ روس، امریکہ، نیٹو اور پاکستان جیسے ممالک جو مختلف اوقات میں طالبان کے ہاتھوں شکست کھا چکے ہیں انھوں نے، ماسکو میں ہونے والی کانفرنس کے ایک اعلامیہ میں افغانستان کے بارے میں بائیڈن کی ''شاٹ مون'' حکمت عملی کی تائید کرتے ہوئے بیانیہ جاری کیا ہے کہ ''جمہوری نظام کی خاطر طالبان کو اس بہار کے موسم میں جارحانہ کاروائیاں ترک کر کے امن معاہدہ تشکیل دینے کی خاطر بات چیت کی راہ اپنانی چاہیے'' لیکن زمینی حقائق کے جائزے سے معلوم ہوتا ہے کہ ''جمہوری نظام'' کا ہدف حاصل کرنا ممکن نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ طالبان کو عسکری قوت کے اعتبار سے بالاتر مقام حاصل ہے جس کی وجہ سے انہیں افغانستان کے ۸۰ فیصد علاقوں پر کنٹرول حاصل ہے اور انہیں امید ہے کہ یکم مئی ۲۰۲۱ء تک قابض فوجیں افغانستان سے نکل جائیں گی اور افغانستان کے لئے اسلامی امارات بننے کی راہیں ہموار ہو جائیں گی جس کی خاطر وہ گذشتہ چار دہائیوں سے میدان عمل میں ہیں اور ان کے عزم میں ذرہ برابر بھی کمی نہیں آئی ہے۔ ۲۰۰۳ء میں ملا عمر نے اس عزم کا اظہار کرتے ہوئے کہا تھا:

> ''ہم نے اپنی آزادی کے لیے آخری دم تک جنگ جاری رکھنے کا فیصلہ کیا ہے۔ ہماری قومی اقدار اور نظریہ حیات، قابض قوتوں کے جمہوری نظام پر مبنی ایجنڈا قبول کرنے کی اجازت نہیں دیتے۔ ہم جنگ جاری رکھیں گے اور ان شاء اللہ اپنی آزادی حاصل کر کے رہیں گے یعنی افغانستان کو اسلامی امارات بنائیں گے جو تمام ہمسایہ اور دیگر ممالک کے لیے قابل قبول ہوگی۔ پاکستان نے اس موقع پر ہمارا ساتھ نہیں دیا لیکن اسکے باوجود اپنے کل وقتی مفادات کے تحفظ کی خاطر ہم پاکستان کے ساتھ کھڑے ہیں''

ملا عمر کا یہ اعلان، طالبان کی تحریک کا رہنماء اصول ہے جو متحارب نظریہ کی گرہیں کھولتا ہے اور طاقت کا توازن متعین کرتا ہے جس کی وجہ سے طالبان کو افغانستان کے زیادہ تر علاقوں پر کنٹرول

حاصل ہے جبکہ مخالف طاقتوں کا کنٹرول صرف شہروں اور قصبوں تک محدود ہے۔ طالبان انہیں بآسانی شکست دے سکتے ہیں اور اشرف غنی کی حکومت کا کوئی بھی حمایتی طالبان کے سامنے کھڑا ہونے کی جرات نہیں کرسکتا۔

امریکہ کے لئے افغانستان سے نکلنا آسان فیصلہ نہیں ہے کیونکہ دہائیوں کی مداخلت کے باوجود وہاں پر حکمرانی نہ صرف کمزور ہے بلکہ بدتر انتہا کو پہنچی ہوئی ہے۔ اگر فوجوں کے انخلاء کو موخر کرنے کا مقصد محض سیاسی طور پر توجہ ہٹانا مقصود ہے تو اس طرح امریکہ جنگ کی ایک ایسی دلدل میں پھنس جائے گا جو وہ کبھی جیت نہیں سکتا اور اگر وہ بدستور افغانستان میں رہنے کا فیصلہ کرے گا تو اس طرح اسے مزید ''بدنامی'' کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ یکم مئی ۲۰۲۱ء کو جو بھی صورت حال ہو وہ ایک اہم موڑ ثابت ہوگی جب طالبان کی مزاحمت میں شدت آئے گی اور وہ بتدریج داخلی علاقوں پر اپنا کنٹرول مضبوط بنائیں گے اور اشرف غنی کی حکومت کے زیر کنٹرول شہروں اور قصبوں کا گھیراؤ کرلیں گے اور اشرف غنی کی حکومت کے کسی بھی مددگار میں اتنی جرت نہیں ہوگی کہ وہ مداخلت کرسکے۔

اس طرح افغانستان میں اسلامی امارات قائم ہو جائے گی جس کی بنیاد عالم اسلام کے تین بڑے اہم ممالک ہوں گے، مثلاً انقلابی ایران، جہادی افغانستان اور اسلامی پاکستان۔ یہی وہ ابھرتی ہوئی حقیقت ہے جس سے سیکولر دنیا کے دل و دماغ پر خوف طاری ہے اور اسکی مخالفت میں تمام حربے استعمال کئے جا رہے ہیں۔ شان کریمی ہے کہ آج تاریخ اپنے آپ کو دہراتی نظر آتی ہے۔ مثلاتینتیس سال پہلے ۱۹۸۸ء میں حالات کے رخ بدلے اور ایک نئے نظام کا سورج طلوع ہوا جو طالبان تحریک کی مزاحمتی قوت کا مرہون منت تھا جس نے صرف چار دہائیوں کے مختصر عرصے میں دنیا کی بڑی سے بڑی طاقتوں کو شکست دی جن میں دو عالمی سپر طاقتیں اور یورپین یونین اور بھارت جیسی علاقائی قوتیں شامل تھیں۔ عسکری تاریخ میں ایسی کامیابی کی کوئی نظیر نہیں ملتی۔ اب اسی طاقت کو افغانستان پر کنٹرول حاصل ہے لیکن بدقسمتی سے ۱۹۹۰ء میں طالبان کو دھوکہ دیا گیا کہ انھیں اسلامی مملکت افغانستان بنانے سے روکا گیا مگر اب دوبارہ انہیں دھوکا نہیں دیا جاسکتا۔ طالبان ہی وہ قوت ہیں جو افغانستان میں قیام امن کی شرائط کا تعین کرینگے اور ان میں بھرپور یہ صلاحیت موجود ہے، جس طرح کہ ۱۹۹۵ء سے ۲۰۰۱ء تک انھوں نے افغانستان پر حکومت کی اور وہاں پر اسلامی نظام کے تحت مثالی امن و استحکام قائم کیا اور اب وہ جنگ و جدل سے تباہ حال ملک میں عدل و انصاف پر مبنی مستحکم اسلامی نظام قائم کرنے کیلئے پرعزم ہیں جس کی افغانستان کو شدت سے ضرورت ہے (بقیہ صفحہ ۳۶ پر)

حافظ محمد سلمان عثمانی

۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں مسلمانوں کا جذبہ ایمانی

تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء میں لاہور، لائل پور (فیصل آباد) گوجرانوالہ، سیالکوٹ، ساہیوال، سرگودھا، راولپنڈی اور دوسرے تمام شہروں اور قصبوں کی حالت یہ تھی کہ رضا کار اپنے اپنے بھرتی کے مراکز پر آتے، جسم پر بڑی دلیری سے زخم لگاتے اور خون سے حلف نامے پر دستخط یا انگوٹھا ثبت کر دیتے تھے۔ رضا کاروں کا یہ جذبہ گفتنی نہیں، دیدنی تھا۔ بس ایسے معلوم ہوتا تھا جیسے ان نوجوانوں کے سینوں میں قرون اولیٰ کے مسلمانوں کے دل دھڑکنے لگ گئے ہیں اور یہ دنیا و مافیہا سے منہ موڑ کر خواجہ بطحا صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت پر قربان ہو جانا چاہتے ہیں۔ ہندوستان تقسیم ہوا، خداداد مملکت پاکستان معرض وجود میں آئی، بدنصیبی سے اسلامی مملکت پاکستان کا وزیر خارجہ چودھری سر ظفر اللہ خان قادیانی کو بنایا گیا۔ اس نے مرزائیت کے جنازہ کو اپنی وزارت کے کندھوں پر لاد کر اندرون و بیرون ملک اسے متعارف کرانے کی کوشش تیز تر کر دی، ان حالات میں حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ، امیر کاروان احرار کی رگ حمیت اور حسینی خون نے جوش مارا، پوری امت کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کیا، مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھری رحمۃ اللہ علیہ، مجاہد اسلام مولانا غلام غوث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ آپ کا پیغام لے کر ملک عزیز کی نامور دینی شخصیت اور ممتاز عالم دین مولانا ابوالحسنات محمد احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ کے دروازے پر گئے اور اس تحریک کی قیادت کا فریضہ انہوں نے ادا کیا۔ مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ، مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ، مولانا خواجہ قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا پیر غلام محی الدین گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا عبدالحامد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا پیر سرسینہ شریف رحمۃ اللہ علیہ، آغا شورش کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ، ماسٹر تاج دین انصاری رحمۃ اللہ علیہ، شیخ حسام الدین رحمۃ اللہ علیہ، مولانا صاحبزادہ سید فیض الحسن رحمۃ اللہ علیہ، مولانا اختر علی خاں رحمۃ اللہ علیہ، غرضیکہ کراچی سے لے کر ڈھاکہ تک کے تمام مسلمانوں نے اپنی مشترکہ آئینی جدوجہد کا آغاز کیا۔

بلاشبہ برصغیر کی یہ عظیم ترین تحریک تھی۔ جس میں دس ہزار مسلمانوں نے اپنی جانوں کا

نذرانہ پیش کیا، ایک لاکھ مسلمانوں نے قیدوبند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ دس لاکھ مسلمان اس تحریک سے متاثر ہوئے۔ ہر چند کہ اس تحریک کو مرزائی اور مرزائی نواز اوباشوں نے سنگینوں کی سختی سے دبانے کی کوشش کی مگر مسلمانوں نے اپنے ایمانی جذبہ سے ختم نبوت کے اس معرکہ کو اس طرح سر کیا کہ مرزائیت کا کفر کھل کر پوری دنیا کے سامنے آگیا۔ تحریک کے ضمن میں انکوائری کمیشن نے رپورٹ مرتب کرنا شروع کی۔ عدالتی کاروائی میں حصہ لینے کی غرض سے علماء اور وکلا کی تیاری، مرزائیت کی کتب کے اصل حوالہ جات کو مرتب کرنا بڑا کٹھن مرحلہ تھا اور ادھر حکومت نے اتنا خوف و ہراس پھیلا رکھا تھا کہ تحریک کے رہنماؤں کو لاہور میں کوئی آدمی رہائش تک دینے کے لیے تیار نہ تھا۔ جناب عبدالحکیم احمد سیفی نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ مجاز خانقاہ سراجیہ نے اپنی عمارت ۷ بیڈن روڈ لاہور کو تحریک کے رہنماؤں کے لیے وقف کردیا۔ تمام تر مصلحتوں سے بالائے طاق ہوکر ختم نبوت کے عظیم مقصد کے لیے ان کے ایثار کا نتیجہ تھا کہ مولانا محمد حیات رحمۃ اللہ علیہ، مولانا عبدالرحیم اشعرؒ اور رہائی کے بعد مولانا محمد علی جالندھریؒ، مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ اور دوسرے رہنماؤں نے آپ کے مکان پر انکوائری کے دوران قیام کیا اور مکمل تیاری کی۔

ان ایام میں شیخ المشائخ قبلہ حضرت مولانا محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ بھی وہیں قیام پذیر رہے اور تمام کام کی نگرانی فرماتے رہے۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کے بعد مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے گرامی قدر رفقاء مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا لال حسین اختر رحمۃ اللہ علیہ، مولانا عبدالرحمٰن میانوی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا محمد شریف رحمۃ اللہ علیہ، سائیں محمد حیات رحمۃ اللہ علیہ اور مرزا غلام نبی جانباز رحمۃ اللہ علیہ کا یہ عظیم کارنامہ تھا کہ انہوں نے الیکشنی سیاست سے کنارہ کش ہوکر خالصتاً دینی و مذہبی بنیاد پر مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کی بنیاد رکھی۔ اس سے قبل مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ، چوہدری افضل حق رحمۃ اللہ علیہ اور خود حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے گرامی قدر رفقاء نے مجلس احرار اسلام کے پلیٹ فارم سے قادیانیت کو جو چرکے لگائے وہ تاریخ کا ایک حصہ ہیں۔ قادیان میں کانفرنس کر کے چور کا اس کے گھر تک تعاقب کیا۔ نیز مولانا ظفر علی خاں رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ محمد اقبالؒ نے تحریر و تقریر کے ذریعہ ردِ مرزائیت میں غیر فانی کردار ادا کیا۔ مجلس احرار اسلام کی کامیاب گرفت سے مرزائیت بوکھلا اٹھی، مجلس احرار اسلام پر مسجد شہید گنج کا ملبہ گرا کر اسے دفن کرنے کی کوشش کی گئی۔ حضرت مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ صدر مجلس احرار نے ایک موقعہ پر ارشاد فرمایا کہ تحریک مسجد شہید گنج کے سلسلہ

میں پورے ملک سے دو اکابر اولیاء اللہ ایک حضرت اقدس مولانا ابوالسعد احمد خاں رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ نے ہماری رہنمائی کی اور تحریک سے کنارہ کش رہنے کا حکم فرمایا، حضرت اقدس ابوالسعد احمد خاں رحمۃ اللہ علیہ بانی خانقاہ سراجیہ نے یہ پیغام بھجوایا تھا کہ مجلس احرار تحریک مسجد شہید گنج سے علیحدہ رہے اور مرزائیت کی تردید کا کام رکنے نہ پائے اسے جاری رکھا جائے اس لیے اگر اسلام باقی رہے گا تو مسجدیں باقی رہیں گی، اگر اسلام باقی نہ رہا تو مسجدوں کو باقی کون رہنے دے گا؟

مسجد شہید گنج کے ملبہ کے نیچے مجلس احرار کو دفن کرنے والے انگریز اور قادیانی اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہوسکے۔ اس لیے کہ انگریز کو ملک چھوڑنا پڑا جبکہ مرزائیت کی تردید کے لئے مستقل ایک جماعت مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے نام سے تشکیل پائی، ان حضرات نے سیاست سے علیحدگی کا محض اس لئے اعلان کیا کہ کسی کو یہ کہنے کا موقع نہ ملے کہ مرزائیت کی تردید اور ختم نبوت کی ترویج کے سلسلہ میں ان کے کوئی سیاسی اغراض ہیں۔ چنانچہ مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان نے مرزائیت کے خلاف ایسا احتسابی شکنجہ تیار کیا کہ مرزائیت مناظرہ، مباہلہ، تحریر و تقریر اور عوامی جلسوں میں شکست کھا گئی۔ جگہ جگہ ختم نبوت کے دفاتر قائم ہونے لگے، مولانا لال حسین اختر رحمۃ اللہ علیہ نے برطانیہ سے آسٹریلیا تک قادیانیت کا تعاقب کیا۔ مرزائیت نے عوامی محاذ ترک کر کے حکومتی عہدوں اور سرکاری دفاتر میں اپنا اثرورسوخ بڑھانے کی کوشش و کاوش کی اور وہ انقلاب کے ذریعہ اقتدار کے خواب دیکھنے لگے۔

(بقیہ صفحہ ۳۳ سے) (طالبان ہی افغانستان میں قیام امن کی ضمانت ہیں)

اب تمام دنیا کی نظریں یکم مئی ۲۰۲۱ء پر مرکوز ہیں کہ غیر ملکی فوجیں افغانستان سے نکل جائیں گی اور اگر ایسا نہ ہوا تو طالبان تمام ملک پر دسترس حاصل کرلیں گے اور جو علاقے پہلے ہی ان کے کنٹرول میں ہیں وہاں اپنی حکمرانی قائم کرتے ہوئے افغان حکومت کو محاصرے میں لیکر شہروں اور قصبوں کی طرف دھکیل دیں گے اور بالآخر ملک کے طول و عرض کے علاقے طالبان کے کنٹرول میں ہوں گے۔ الحمدللہ آج طالبان ہی وہ واحد طاقت ہیں جو افغانستان میں امن قائم کرسکتے ہیں اور افغانستان سے لے کر وسطی ایشیا اور اس سے آگے تک سی پیک (CPEC) کو بڑھانے کے پاکستان کے خواب کو حقیقت کا رنگ دے سکتے ہیں اور وہ ملک دشمن عناصر جو اس کی مخالفت میں روبہ عمل ہیں وہ پاک چین دوستی اور طالبان کی ابھرتی ہوئی قوت سے خوف زدہ ہیں لیکن ان میں نہ طاقت ہے اور نہ حوصلہ ہے کہ اس ابھرتی ہوئی طاقت کے سامنے کوئی رکاوٹ پیدا کرسکیں۔

مفتی ذاکر حسن نعمانی
استاذ حدیث وتخصص جامعہ عثمانیہ پشاور

آداب تقریب وتقریر

اللہ رب العزت نے اپنی مقدس کتاب قرآن مجید میں گفتگو کے آداب اور بولنے کا سلیقہ بتا رکھا ہے، اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی انداز گفتگو کے حوالے سے ارشادات فرمائے ہیں، ان پر عمل کرنا ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے کہ وہ نہایت خوبصورت انداز سے، میانہ روی اور اعتدال کے ساتھ گفتگو کریں اور ایسی باتیں کریں جس میں خیر خواہی کا پہلو ہو، مسلمان کے گفتگو کا انداز شائستہ اور مہذب ہو تا کہ مخاطب وہ بات بآسانی سمجھ سکے خواہ وہ باتیں کسی محفل میں ہوں یا کسی تقریب میں، درج ذیل میں کسی تقریب میں تقریر و مکرر کے متعلق بعض ضروری اور مناسب آداب کا ذکر کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔

(۱) جب کسی اہم دینی تقریب کے لیے کسی شخصیت کو مدعو کیا جاتا ہے تو اس ایک دن کی تقریب کے لیے بعض جگہوں میں دیواروں پر پکے یا کچے رنگ کی چاکنگ جاتی ہے جو پروگرام کے بعد کافی عرصہ تک قائم رہتی ہے۔ پروگرام ختم ہو جانے کے بعد تشہیر کی ضرورت باقی نہیں رہتی، لہٰذا ایسی تشہیر سے گریز کیا جائے۔

(۲) تشہیری پوسٹروں میں مدعو شخصیات کے بہت زیادہ واقعی اور غیر واقعی القابات اور اوصاف کا ذکر صحیح نہیں، اگر کوئی شخصیت کسی وصف یا لقب کے ساتھ مشہور ہو ٹھیک ہے ورنہ صرف حسن ظن کی بنیاد پر ہر ایک کو اپنی طرف سے بڑے بڑے القابات دینا مناسب نہیں۔

(۳) مقرر، خطیب، اسکالر اور واعظ کو دعوت خطاب دینے سے پہلے اس کا تعارف اور قدرے تعریف تو صحیح ہے لیکن تعریفات کے پل باندھنا جائز نہیں، منہ پر تعریف کی حدیث میں ممانعت آئی ہے۔

(۴) تقریب میں ایک اہم شخصیت کو مدعو کرنا کافی ہے۔ اہم تقریر سے پہلے ایک آدھ مقرر کی تقریر

ہو جائے تو کوئی حرج نہیں لیکن اس سے اصل مہمان مقرر کا وقت ضائع نہیں کرنا چاہیے۔

(۵) تلاوت اور نعت خوانی بقدر ضرورت تو مناسب ہے زیادہ نعت خوانی بوجھ بن جاتی ہے اس لیے کے تقریب نعت خوانی کے لیے نہیں ہوتی بلکہ ضمنی اور ترغیبی ہوتی ہے۔

(۶) تقریب کا دورانیہ مقرر کر کے اس کی پابندی ضرور کرنی چاہیے۔ سامعین جو وقت لے کر آتے ہیں تو اپنی گھڑیوں کو بار بار دیکھتے ہیں۔ وقت کی پابندی نہ ہونے کی وجہ سے پروگرام سے اکتا جاتے ہیں۔ اس طرح تقریب بے فائدہ ہو جاتی ہے۔ پھر آئندہ کسی تقریب میں شریک نہیں ہوتے۔

(۷) مقرر کے قیام، طعام آنے جانے کا بندوبست پورے اعزاز و اکرام کے ساتھ ہونا چاہیے۔

(۸) مدارس اور جامعات میں ایسی سرگرمیاں اگر چہ تعلیم و تربیت اور مدرسہ کی ترویج اور تشہیر کا ذریعہ ہیں لیکن ان خرچوں کا انتظام اگر طیب خاطر سے کوئی ایک فرد برداشت کر لے یا پھر طیب خاطر کے ساتھ چند افراد یہ اخراجات برداشت کر لیں تو زیادہ بہتر ہے۔

(۹) مدعو شخصیت سے وقت معزز طریقے سے لیا جائے۔ مثلاً اس کے ہاں جا کر ادب اور احترام کے ساتھ ملاقات وفد کی شکل میں کی جائے۔ مدعو شخصیت کو پہلے سے تقریب کی ترتیب اور دورانیہ بتا دینا چاہیے۔

(۱۰) تقریب کے مجمع کو منظم طریقہ سے آخر تک سکون اور اطمینان کے ساتھ کنٹرول کرنا چاہیے تاکہ کسی قسم کی بدنظمی نہ ہو۔

(۱۱) تقریب کے بعد خامیاں اور غلطیاں نوٹ کرنے کے لیے میٹنگ کی جائے تاکہ آئندہ وہ غلطیاں نہ دھرائی جائیں۔ یہی غلطیاں بعد میں تجربات بن جاتی ہیں۔

(۱۲) پروگرام سے پہلے اہل افراد کے ساتھ مشورہ کر کے تمام اہم امور اہل اور چست افراد کو سونپ دیے جائیں اور نگرانی کے لیے مناسب حد تک امیر اور مسئول مقرر کر دیے جائیں۔

(۱۳) تقریب کے آخر تک ذکر کی ایک جماعت ہونی چاہیے جو ہمہ تن ذکر کے ساتھ اللہ کی طرف متوجہ رہے اور تقریب کی کامیابی کے لیے دعا مانگتی رہیں۔

(۱۴) تقریب اور اہم مدعو شخصیات کی سیکورٹی کا اعلیٰ انتظام ہونا چاہیے جس کے لیے پولیس کے

علاوہ اپنے معتمد افراد کا انتخاب بھی ہونا چاہیے۔

(۱۵) پورے مجمع تک صحیح آواز پہنچانے کے لیے لاوڈ اسپیکر کا صحیح بندوبست ہونا چاہیے۔

(۱۶) تقریب میں تصویر کشی سے اجتناب ضروری ہے۔

(۱۷) اسٹیج پر مدعو شخصیت کے ساتھ بقدر ضرورت بعض اہم افراد ہونے چاہیے۔ اسٹیج کو جلسہ گاہ نہیں بنانا چاہیے۔

(۱۸) تقریب میں دینی تبلیغ اور ترویج کی نیت کرنی چاہیے۔

(۱۹) تقریب میں اسراف، تبذیر اور خلاف شرع امور سے اجتناب ضروری ہے۔

(۲۰) بروقت جماعت کی نماز کی پابندی تقریب میں ضروری ہے۔

(۲۱) تقریب کا دورانیہ اتنا ہونا چاہیے کہ لوگ اکتا نہ جائیں۔

(۲۲) تقریب میں شامل ہونے والے تمام افراد کا حتی الوسع خیال رکھنا اور سب کا مجموعی طور پر شکریہ ادا کرنا چاہیے۔ اس لیے کہ تقریب کو اصل رونق سامعین بخشتے ہیں۔

(۲۳) مدعو شخصیت کو چاہیے کہ دعوت و تبلیغ اور لوگوں کی اصلاح کی نیت کرے، کیونکہ وعظ و نصیحت اور تبلیغ علمائے کرام کے دینی کاموں کا اہم شعبہ ہے۔

(۲۴) مقرر کو چاہیے کہ اسٹیج سیکٹری کو پہلے سے منع کر دے کی تعریفات کے پل نہیں باندھنا۔

(۲۵) ممکن ہو تو اپنے خرچ پر جائے تا کہ لا اسئلکم علیہ اجراً پر عمل ہو سکے۔

(۲۶) تقریر عام فہم ہونی چاہیے تا کہ سب کو فائدہ ہو۔

(۲۷) تقریر میں اپنی تعریف اور تعلّی نہیں ہونی چاہیے۔

(۲۸) حتی الوسع موضوع کا حق ادا کرے۔

(۲۹) انتظامیہ اور سامعین کی تشویش دور کرنے کیلئے تقریب میں بروقت تشریف لے جانا چاہیے۔

(۳۰) تقریر میں یہ نہ کہے کہ میرے پاس وقت نہیں، مصروف ہوں، کہیں جانا ہے تا کہ سامعین اور انتظامیہ یہی سمجھے کہ ہمارے پاس طیب خاطر اور شوق کے ساتھ آکر ہماری تقریب کو رونق بخشی۔

(۳۱) انتظامی حوالہ سے کوئی کمی یا خامی نظر آئے تو تنہائی اور حکمت اور نرمی کے ساتھ ان کو بتا دے

یہ بھی وعظ و نصیحت کا حصہ ہے۔

(۳۲) مناسب ہو تو تقریر کا دورانیہ پوچھ کر اس کی پابندی کی جائے۔

(۳۳) تقریر میں تقریب والوں کی کسی غلطی کا صراحتاً اشارہ یا کنایۃً ذکر نہ کرے۔البتہ شرعی خامی کا ازالہ نرمی اور حکمت کے ساتھ ضرور کرے۔اس لیے کی شرعی غلطیوں پر چشم پوشی صحیح نہیں

(۳۴) تقریر میں صرف اللہ کی رضا کی نیت ہو۔

(۳۵) تقریر میں حد سے زیادہ جذبات اور حرکات مناسب نہیں۔

(۳۶) تقریر لمبی کرنا یا ایسا انداز اختیار کرنا کہ لوگ اکتا جائیں اس سے گریز کرنا چاہیے۔

(۳۷) مقرر پہلے معلوم کر لے کہ تقریب کا انعقاد کس مقصد کے لیے ہے پھر اس مقصد اور موضوع کے مطابق خوب تیاری کر کے جائے۔کوشش یہ ہونی چاہیے کہ اپنے موضوع سے باہر نہ نکلے۔اسی طرح تقریر بے ربط نہیں ہونی چاہیے۔

(۳۸) آیات اور عربی یا فارسی اشعار ترنم کے ساتھ پڑھنا مناسب ہے۔علاوہ ازیں ترنم میں تقریر مناسب نہیں۔

(۳۹) من گھڑت قصوں، غیر مستند باتوں اور موضوع احادیث سے گریز ضروری ہے۔

(۴۰) سامعین کی عملی اور ذہنی سطح معلوم کر کے ان کے مناسب تقریر ہونی چاہیے۔

(۴۱) جس زبان میں تقریر ہو اس میں دوسری زبان کی ملاوٹ صحیح نہیں کوئی ایک آدھ لفظ کسی اور زبان کا ضرورتاً آجائے تو کوئی حرج نہیں۔

(۴۲) سامعین پر اپنا علمی رعب نہیں جمانا چاہیے۔

(۴۳) تقریر سے پہلے دو رکعت نفل پڑھ کر اپنا باطن اللہ کی طرف متوجہ کر دے تاکہ صحیح اور مفید مضامین کی آمد جاری رہے۔

(۴۴) سامعین کو متوجہ رکھنے کے لیے ترغیب مناسب ہے کیونکہ سامعین کی بھرپور توجہ سے مقرر کے ذہن میں مضامین کی آمد شروع ہو جاتی ہے۔

(۴۵) تقریر میں مناسب حکایات اور لطائف بیان کرنے سے تقریر مزیدار ہو جاتی ہے۔

(۴۶) من گھڑت حکایات اور غلیظ لطیفے سنانے سے گریز کرنا چاہیے۔

(۴۷) اگر سامعین میں خواتین بھی ہوں جیسا کہ بعض لاؤڈ اسپیکر سے گھروں تک آواز جاتی ہے تو تقریر میں ان کا لحاظ بھی ضروری ہے۔

(۴۸) اگر سامعین میں بچے بھی شامل ہوں تو شرم و حیا والی بات یا مسئلہ بیان نہ کریں۔

(۴۹) اخباری تصاویر سے گریز ضروری ہے۔میڈیا پر صرف صوتی (آڈیو) تقریر شائع کرنا جائز ہے۔البتہ اگر (وڈیو) تصویری تقریر سے بھی اجتناب کیا جائے تو اختلاف سے نکل جائے گا

(۵۰) تقریر تخلیقی اور موقع اور حالات کے مناسب ہونی چاہیے۔ یہ مناسب نہیں کہ کسی کی تقریر یاد کر کے سنا دی جائے، حالانکہ اس کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اس کی تو ایسی مثال ہے کہ زکام کا مریض آیا اور طبیب بخار کی اعلیٰ دوا پلا دے۔ جو مرض ہے اس کی صحیح تشخیص کر کے اس کے مناسب روحانی طبیب (خطیب) دوا علاج تجویز کرے۔

(۵۱) کسی کی بات نقل کرنا اور سنانا ہو تو حوالہ ضرور دیں۔ دوسروں کی باتوں کی اپنی طرف نسبت صحیح نہیں۔

(۵۲) تقریر کے بعد اپنی تقریر پر تبصرہ کا خواہاں نہ بنے۔ مثلاً تقریر کے بعد مقرر کسی طرح کوشش شروع کر دے کہ میری تقریر کی کوئی تعریف کرے۔ کیونکہ صرف ایک اللہ کی خاطر تقریر کی ہے۔لوگوں کی تعریف کا انتظار نہ کرے۔ اگر کسی نے اپنی طرف سے تعریف کر دی تو اس کو اللہ کا کرم سمجھے اپنا کمال نہ سمجھے۔

(۵۳) مقرر سامعین کو گناہگار اور روحانی مریض نہ سمجھے بلکہ خود کو اصلاح کا محتاج سمجھ کر تقریر کرے کیونکہ ہر تقریر کا سامعین کے علاوہ اپنی ذات کو بھی فائدہ ہوتا ہے۔

(۵۴) دل میں یہ خیال کرے کہ اپنی اور دوسروں کی اصلاح کی ڈیوٹی میرے ذمہ اللہ نے لگا دی اور سامعین اللہ کے پیارے بندے ہیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کو بے جا جھاڑ پلانے سے اللہ کی طرف سے جان کے لالے پڑ جائیں۔

حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے ایک خوبصورت مثال دی، کہ بادشاہ جلاد کو حکم دے کر شہزادے کو کسی جرم کی وجہ سے اتنے کوڑے لگاؤ، تو جلاد ڈرتے ڈرتے کوڑے لگائے گا کہیں ایسا نہ ہو کہ کوڑے لگانے میں غلطی ہو جائے اور بادشاہ حکم جاری کر دے کہ اس جلاد کو بھی اتنے کوڑے لگاؤ۔

(۵۵) سامعین کو کم تر، بدتر اور گھٹیا نہیں سمجھنا۔ ہر ایک کو خود سے بہتر سمجھنا چاہیے۔

(۵۶) بہترین واعظ بننے کے لیے امام غزالیؒ، ابن القیمؒ، شاہ ولی اللہؒ، حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ، حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیبؒ، علامہ شمس الحق افغانیؒ، سید سلیمان ندویؒ، مولانا رومیؒ اور مستند صوفیائے کرام کی کتب کا مطالعہ بھی ضروری ہے۔ ان کتب کے علاوہ قرآن وحدیث (بمع تفاسیر وشروح حدیث) کا مطالعہ از حد ضروری ہے۔

(۵۷) اصلاح نیت کے لیے تقریر سے پہلے اور بعد میں نیت خالص کرے اور تقریر کے بعد استغفار پڑھے تاکہ کمی بیشی کا ازالہ ہو سکے اور ہر وقت یہ دعا مانگے کہ ہر دینی کام اور خاص کر اس وعظ ونصیحت اور تقریر میں قصداً اور سہواً غلطیوں سے محفوظ فرما اور اس تقریر کو قبول فرما کر آخرت کی نجات کا ذریعہ بنا دے۔

(۵۸) تقریر میں کسی خاص شخص اور قوم کو نشانہ نہ بنائے بلکہ عمومی انداز سے ایسی بات کرے کہ جس کو جس روحانی بیماری کی اصلاح کی ضرورت ہو وہ سمجھ جائے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ما بال اقوام یفعلون کذا و کذا لوگوں کو کیا ہوا ایسی ایسی حرکت کرتے ہیں کسی کا نام نہیں لیتے تھے تاکہ وہ شرمندہ اور رسوا نہ ہو۔

(۵۹) اصلاحی تقریر میں کسی کو رسوا نہ کرے بلکہ اصلاح اور نصیحت کی نیت کرے۔ حدیث ہے کہ المؤمن مرأة المؤمن مؤمن، مؤمن کا آئینہ ہے۔ آئینہ آپ کو صرف آپ کا عیب دکھاتا ہے، دیگر لوگوں کو نہیں دکھلاتا پھرتا۔

(۶۰) تقریر کے الفاظ نرم اور شائستہ ہونے چاہیے۔ لہجہ درشت اور سخت نہیں بلکہ نرم ہونا چاہیے۔ تقریری لہجہ کا اچھا یا بُرا اثر ہوتا ہے۔

(۶۱) تقریر میں کسی مشہور مقرر اور واعظ کی نقل نہیں کرنی چاہیے۔ اپنا طبعی لہجہ اور انداز پوری تقریر میں قائم رکھنا چاہیے۔

(۶۲) تقریر سے پہلے طبعی تقاضوں سے فارغ ہونا چاہیے۔ طبعی تقاضے دبانا صحیح نہیں تاکہ دل و دماغ پر کوئی بوجھ نہ ہو۔

مولانا ابوجندل قاسمی

مدرسہ قاسم العلوم تیوڑہ ضلع مظفرنگر

ماہِ رمضان المبارک تقوی کے حصول کا بہترین ذریعہ

رمضان المبارک کا مہینہ اللہ تبارک وتعالی کی بڑی عظیم نعمت ہے، اس مہینے میں اللہ تعالی کی طرف سے انوار وبرکات کا سیلاب آتا ہے اور اس کی رحمتیں موسلادھار بارش کی طرح برستی ہیں، مگر ہم لوگ اس مبارک مہینے کی قدرومنزلت سے واقف نہیں، کیونکہ ہماری ساری فکر اور جدوجہد مادیت اور دنیاوی کاروبار کے لیے ہے، اس مبارک مہینے کی قدردانی وہ لوگ کرتے ہیں جن کی فکر آخرت کے لیے اور جن کا محور مابعد الموت ہو۔ آپ حضرات نے یہ حدیث شریف سنی ہوگی، حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ جب رجب کا مہینہ آتا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا مانگا کرتے تھے: اللهم بارِك لنا فِي رجب وشعبان وبلِغنا رمضان، (شعب الایمان ۳/۳۷۵ تخصیص شهر رجب بالذكر) ”اے اللہ ہمارے لیے رجب اور شعبان کے مہینے میں برکت عطاء فرما اور ہمیں رمضان کے مہینے تک پہنچادیجیے یعنی ہماری عمر اتنی دراز کردیجیے کہ ہمیں رمضان کا مہینہ نصیب ہوجائے۔“

آپ غور فرمائیں کہ رمضان المبارک آنے سے دو ماہ پہلے ہی رمضان کا انتظار اور اشتیاق ہورہا ہے، اور اس کے حاصل ہونے کی دعا کی جارہی ہے، یہ کام وہی شخص کرسکتا ہے جس کے دل میں رمضان کی صحیح قدر وقیمت ہو۔

رمضان کے معنی

رمضان عربی زبان کا لفظ ہے، جسکے معنی ہیں جھلسادینے والا اس مہینے کا یہ نام اس لیے رکھا گیا کہ اسلام میں جب سب سے پہلے یہ مہینہ آیا تو سخت اور جھلسادینے والی گرمی میں آیا تھا لیکن بعض علماء کہتے ہیں کہ اس مہینے میں اللہ تعالیٰ اپنی خاص رحمت سے روزے دار بندوں کے گناہوں کو جھلسادیتے ہیں اور معاف فرمادیتے ہیں، اسلیے اس مہینے کو رمضان کہتے ہیں (شرح ابی داد للعینی ۵/۲۷۳)

رمضان رحمت کا خاص مہینہ

اللہ تعالیٰ نے یہ مبارک مہینہ اس لیے عطاء فرمایا کہ گیارہ مہینے انسان دنیا کے دھندوں میں منہمک

رہتا ہے جس کی وجہ سے دلوں میں غفلت پیدا ہوجاتی ہے، روحانیت اور اللہ تعالی کے قرب میں کمی واقع ہوجاتی ہے، تو رمضان المبارک میں آدمی اللہ کی عبادت کرکے اس کمی کو دور کرسکتا ہے، دلوں کی غفلت اور زنگ کو ختم کرسکتا ہے، تاکہ اللہ تعالی کا قرب حاصل کرکے زندگی کا ایک نیا دور شروع ہوجائے، جس طرح کسی مشین کو کچھ عرصہ استعمال کرنے کے بعد اس کی سروس اور صفائی کرانی پڑتی ہے، اسی طرح اللہ تعالی نے انسان کی صفائی اور سروس کے لیے یہ مبارک مہینہ مقرر فرمایا۔

روزے کا مقصد

روزے کی ریاضت کا بھی خاص مقصد اور موضوع یہی ہے کہ اس کے ذریعے انسان کی حیوانیت اور بہیمیت کو اللہ تعالی کے احکام کی پابندی اور ایمانی وروحانی تقاضوں کی تابعداری وفرماں برداری کا خوگر بنایا جائے اور اللہ کے احکام کے مقابلے میں نفس کی خواہشات اور پیٹ اور شہوتوں کے تقاضوں کو دبانے کی عادت ڈالی جائے اور چوں کہ یہ چیز نبوت اور شریعت کے خاص مقاصد میں سے ہے اس لیے پہلی تمام شریعتوں میں بھی روزے کا حکم رہا ہے، اگرچہ روزوں کی مدت اور بعض دوسرے تفصیلی احکام میں ان امتوں کے خاص حالات اور ضروریات کے لحاظ سے کچھ فرق بھی تھا، قرآنِ کریم میں اس امت کو روزے کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا گیا ہے:

يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ (البقرہ: ۱۸۳)

”اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے جس طرح تم سے پہلی امتوں پر بھی فرض کیے گئے تھے (روزوں کا یہ حکم تم کو اسلئے دیا گیا ہے) تاکہ تم میں تقوی پیدا ہو۔“

کیوں کہ یہ بات یقینی ہے کہ نفس انسانی انسان کو گناہ، نافرمانی اور حیوانی تقاضوں میں اسی وقت مبتلا کرتا ہے جب کہ وہ سیر اور چھکا ہوا ہو، اس کے برخلاف اگر بھوکا ہو تو وہ مضمحل پڑا رہتا ہے اور پھر اس کو معصیت کی نہیں سوجھتی، روزے کا مقصد یہی ہے کہ نفس کو بھوکا رکھ کر مادی وشہوانی تقاضوں کو بروئے کار لانے سے اس کو روکا جائے تاکہ گناہ پر اقدام کرنے کا داعیہ اور جذبہ سست پڑجائے اور یہی تقوی ہے۔

اس طرح بھی کہا جاسکتا ہے کہ عالم بالا کی پاکیزہ مخلوق (فرشتے) نہ کھاتے ہیں، نہ پیتے ہیں اور نہ بیوی رکھتے ہیں، جبکہ روزہ (صبح صادق سے غروب آفتاب تک) انہی تین چیزوں (کھانا، پینا اور جماع) سے رکنے کا نام ہے تو گویا اللہ تعالی نے اپنے بندوں کو روزے کا حکم دے کر ارشاد فرمایا ہے کہ اے

میرے بندو !اگر تم ان تینوں چیزوں سے پرہیز کر کے ہماری پاکیزہ مخلوق کی مشابہت اختیار کروگے تو ہماری اس پاکیزہ مخلوق کی پاکیزہ صفت بھی تمہارے اندر پیدا ہوجائیگی اور وہ صفت ہے: لَّا يَعْصُونَ اللَّهَ مَآ أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ (التحریم :٦) وہ (فرشتے) خدا کی نافرمانی نہیں کرتے کسی بات میں جو انکو حکم دیتا ہے اور جو کچھ ان کو حکم دیا جاتا ہے اسکو فورا بجالاتے ہیں (بیان القرآن) اور اسی کا حاصل تقوی ہے۔تقریباً اسی بات کو اس حدیث شریف میں بھی فرمایا گیا ہے جو ابن ماجہ میں حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لِکلِ شی زکوٰۃ وز کوٰۃ الجسدِ الصوم (ابن ماجه، ص ۱۲۵) ہر چیز کیلئے کوئی نہ کوئی صفائی ستھرائی کا ذریعہ ہے اور بدن کی صفائی ستھرائی کا ذریعہ روزہ ہے۔

بہر حال! روزے کا مقصد تقوی ہے، اسی تقوی کے حصول کے لیے اس آخری امت پر سال میں ایک مہینے کے روزے فرض کیے گئے اور روزے کا وقت طلوع صبح صادق سے غروب آفتاب تک رکھا گیا اور یہ زمانہ اِس دور کے عام انسانوں کے حالات کے لحاظ سے ریاضت وتربیت کے مقصد کے لیے بالکل مناسب اور نہایت معتدل مدت اور وقت ہے۔ پھر اس کے لیے مہینہ وہ مقرر کیا گیا جس میں قرآن کریم کا نزول ہوا اور جس میں بے حساب برکتوں اور رحمتوں والی رات (شبِ قدر) ہوتی ہے، ظاہر ہے کہ یہی مبارک مہینہ اس کے لیے سب سے زیادہ مناسب اور موزوں زمانہ ہوسکتا تھا، اسی کے ساتھ ساتھ اس مہینے میں دن کے روزوں کے علاوہ رات میں بھی ایک خاص عبادت کا عمومی اور اجتماعی نظام قائم کیا گیا جس کو تراویح کہا جاتا ہے، جس کی وجہ سے اس مبارک مہینے کی نورانیت اور تاثیر میں مزید اضافہ ہوجاتا ہے اور ان دونوں عبادتوں کے احادیث شریفہ میں بہت زیادہ فضائل ارشاد فرمائے گئے ہیں، چنانچہ حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

> من صام رمضان اِیمانا و اِحتِسابا غفِر له ما تقدم مِن ذنبِه ومن قام رمضان اِیمانا و احتِساباغفِر له ماتقدم مِن ذنبِه (البخاری: ۱/۲۷۰)
>
> ”جو شخص ماہِ رمضان کے روزے رکھے بحالت ایمان اور بامید ثواب تو اس کے گذشتہ گناہ معاف کردیئے جائیں گے اور جو شخص ماہِ رمضان میں کھڑا ہو یعنی نوافل (تراویح وتہجد وغیرہ) پڑھے بحالت ایمان اور بامید ثواب اس کے بھی گذشتہ گناہ معاف کردیے جائیں گے۔“

تقویٰ کے حصول میں معاون چیزیں

لیکن صرف روزہ رکھنے اور تراویح پڑھنے کی حد تک بات ختم نہیں ہوتی بلکہ اس ماہ کا اصل مقصد یہ ہے کہ غفلت کے پردوں کو دل سے دور کیا جائے، اصل مقصدِ تخلیق کی طرف رجوع کیا جائے، گزشتہ گیارہ مہینوں میں جو گناہ ہوئے ان کو معاف کرا کر آئندہ گیارہ مہینوں میں اللہ تعالیٰ کی عظمت کے استحضار اور آخرت میں جواب دہی کے احساس کے ساتھ گناہ نہ کرنے کا داعیہ اور جذبہ دل میں پیدا کیا جائے، جس کو تقوی کہا جاتا ہے۔ اس طرح رمضان المبارک کی صحیح روح اور اس کے انوار و برکات حاصل ہوں گے، ورنہ یہ ہوگا کہ رمضان المبارک آئے گا اور چلا جائے گا اور اس سے صحیح طور پر ہم فائدہ نہیں اٹھا پائیں گے، بلکہ جس طرح ہم پہلے خالی تھے ویسے ہی خالی رہ جائیں گے، اس لیے چند ایسی چیزوں کی نشاندہی کی جاتی ہے جن پر عمل کر کے ہمیں روزے کا مقصد (تقوی) اور رمضان المبارک کے انوار و برکات حاصل ہوں گے، ان شا اللہ تعالیٰ۔

عبادت کی مقدار میں اضافہ

رمضان المبارک کی برکتوں کو حاصل کرنے کے لیے اپنی عبادت کی مقدار میں اضافہ کرنا ہے، دوسرے ایام میں جن نوافل کو پڑھنے کی توفیق نہیں ہوتی ان کو اس مبارک ماہ میں پڑھنے کی کوشش کریں، مثلاً: مغرب کے بعد سنتوں سے الگ یا کم از کم سنتوں کے ساتھ چھ رکعت اوابین پڑھیں۔ (جبکہ ہمارا حال یہ ہے کہ اوابین افطار کی نذر ہو جاتی ہیں) عشا کی نماز سے چند منٹ پہلے آ کر چار رکعت یا دو رکعت نفل پڑھیں۔ سحری کھانے کے لیے اٹھنا ہی ہے تو چند منٹ پہلے اٹھ کر کم از کم چار رکعت تہجد پڑھ لیں۔ اسی طرح اشراق کی نماز اور اگر اشراق کے وقت نیند کا غلبہ ہو تو چاشت کی چند رکعتیں تو پڑھ ہی لیں۔ ظہر کے بعد دو سنتوں کے ساتھ دو رکعت نفل اور عصر سے پہلے چار رکعت نفل پڑھ لیں۔ کیونکہ نماز کا خاصہ یہ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ انسان کا رشتہ جوڑتی ہے اور اس کے ساتھ تعلق قائم کراتی ہے، جس کے نتیجے میں انسان کو ہر وقت اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے، جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ سے مروی حدیث شریف میں ہے: اقرب ما یکون العبد مِن ربِہ وھو ساجِد (مسلم: ۱۱۱۱) یعنی بندہ اپنے رب کے سب سے زیادہ قریب سجدے کی حالت میں ہوتا ہے، تو گویا نماز کی شکل میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک عظیم تحفہ عطا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے، آمین۔

تلاوتِ قرآنِ کریم کی کثرت

دوسرا کام یہ ہے کہ قرآنِ کریم کی تلاوت کا خاص اہتمام کرنا ہے، کیوں کہ رمضان المبارک کے

مہینے کو قرآن کریم کے ساتھ خاص مناسبت اور تعلق ہے، اسی مہینے میں قرآن کریم نازل ہوا، ارشادِ مبارک ہے: شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ (البقرة: ۱۸۵) خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی رمضان المبارک میں حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ قرآن مجید کا دور فرمایا کرتے تھے۔ (بخاری شریف) تمام بزرگانِ دین کی زندگیوں میں یوں تو قرآنِ کریم میں اشتغال بہت زیادہ نظر آتا ہے، لیکن رمضان المبارک کا مہینہ آتے ہی تلاوت کے معمول میں غیر معمولی اضافہ ہوجاتا، چنانچہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اس مبارک مہینے میں ایک قرآنِ کریم دن میں، ایک رات میں اور ایک تراویح میں، اس طرح اکسٹھ قرآن کریم ختم فرماتے تھے۔ ماضی کے ہمارے تمام اکابر (حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی، مولانا محمد قاسم نانوتوی، مولانا رشید احمد گنگوہی، مولانا شاہ عبدالرحیم رائپوری، شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی، مولانا خلیل احمد سہارنپوری، حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی، شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی، مولانا یحییٰ کاندھلوی، مولانا محمد الیاس کاندھلوی، شاہ عبدالقادر رائپوری، شیخ الحدیث مولانا زکریا مہاجر مدنی، فقیہ الامت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی، مولانا قاری سید صدیق احمد باندوی، مولانا شاہ ابرار الحق ہردوئی، فدائے ملت مولانا سید اسعد مدنی وغیرہم) کا رمضان المبارک میں تلاوتِ قرآن کا معمول دیدنی ہوتا تھا۔ لہٰذا ہم کو بھی اس مبارک ماہ میں عام دنوں کے مقابلے میں تلاوت کی مقدار زیادہ کرنی ہے، عام آدمی کو بھی روزانہ کم از کم تین پارے پڑھنے چاہئیں، تاکہ پورے مہینے میں کم از کم تین قرآنِ کریم ختم ہوجائیں۔

تراویح میں قرآنِ کریم صحیح پڑھنے اور سننے کا اہتمام

اس مبارک مہینے میں ہر مومن کو اس بات کی بھی فکر کرنی ضروری ہے کہ تراویح میں قرآنِ مجید صحیح اور صاف صاف پڑھا جائے، جلدی جلدی اور حروف کو کاٹ کاٹ کر پڑھنے سے پرہیز کیا جائے، کیوں کہ اس طرح قرآنِ پڑھنا اللہ کے کلام کی عظمت کے خلاف ہے، نیز پڑھنے والے کو خود قرآنِ کریم بددعا دیتا ہے۔ (احیاء العلوم: ۱/۲۷۴) اس طرح قرآن پڑھنے والا اور سننے والے سب گنہگار ہوتے ہیں۔ ہمارا حال یہ ہے کہ حافظ صاحب نہایت تیز گامی کے ساتھ حروف کو کاٹ کاٹ کر پڑھتے چلے جارہے ہیں، ایک سانس میں سورۂ فاتحہ کو ختم کردیا جاتا ہے، صحیح طریقے سے رکوع، سجدہ اور تشہد ادا نہیں ہورہا ہے، چالیس پینتالیس منٹ میں پوری نماز ختم، اب گھنٹوں مجلسوں میں بیٹھ کر گپ شپ ہورہا ہے اور حافظ صاحب وسامعین میں سے کسی کو یہ احساس تک نہیں ہوتا کہ ہم نے قرآنِ کریم کی توہین میں کتنا حصہ لیا اور رمضان کی مبارک ساعتوں میں کتنی بے برکتی اور قرآن کریم کی کتنی بددعا لی؟ خدارا اس صورتِ حال سے بچئے اور اس مبارک مہینے میں برکتوں اور رحمتوں کے دروازے کو

اپنے اوپر بند نہ کیجیے اور صاف صحیح قرآن کریم پڑھنے اور سننے کا اہتمام کرکے دارین کی سعادت حاصل کرنے کی کوشش کیجیے۔

استغفار کی کثرت

چوتھا کام یہ کرنا ہے کہ اپنے گناہوں سے توبہ کرنی ہے، حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے مروی مشہور حدیث شریف میں ہے کہ ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر کی پہلی، دوسری اور تیسری سیڑھی پر قدم رکھتے ہوئے آمین فرمایا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے پوچھنے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جبرئیل امین علیہ الصلاۃ والسلام میرے سامنے آئے تھے اور جب میں نے منبر کے پہلے زینے پر قدم رکھا تو انھوں نے کہا ہلاک ہو وہ شخص جس نے رمضان المبارک کا مہینہ پایا پھر بھی اس کی مغفرت نہ ہوئی، میں نے کہا آمین، الی آخر الحدیث (مستدرك حاكم ٤/١٧٠) ظاہر ہے کہ اس شخص کی ہلاکت میں کیا شبہ ہے جس کیلئے حضرت جبریلؑ بددعا کریں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آمین کہیں، اسلئے اس مبارک مہینے میں نہایت کثرت کیساتھ گڑگڑا کر اپنے گناہوں سے توبہ واستغفار کرے۔

دعا کا اہتمام

رمضان المبارک کی برکات کو حاصل کرنے کیلئے دعاؤں کا اہتمام بھی لازم ہے، بہت سی روایات میں روزے دار کی دعا کے قبول ہونے کی بشارت دی گئی ہے، حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ثلاث لا ترد دعوتهم الصائم حتى يفطر، الحديث (الترمذی: ۲۰۰) تین آدمیوں کی دعا رد نہیں ہوتی (ضرور قبول ہوتی ہے) ایک روزے دار کی افطار کے وقت، دوسرے عادل بادشاہ کی، تیسرے مظلوم کی بددعا، اس کو اللہ تعالیٰ بادلوں سے اوپر اٹھا لیتے ہیں اور آسمان کے دروازے اس کے لیے کھول دیئے جاتے ہیں اور ارشاد ہوتا ہے کہ میں تیری ضرور مدد کروں گا گو (کسی مصلحت سے) کچھ دیر ہوجائے۔ بہرحال! یہ مانگنے کا مہینہ ہے، اس لیے جتنا ہوسکے دعا کا اہتمام کیا جائے، اپنے لیے، اپنے اعزہ واحباب اور رشتے داروں کے لیے، اپنے متعلقین کے لیے، ملک وملت کے لیے اور عالم اسلام کے لیے خوب دعائیں مانگنی چاہئیں، اللہ تعالی ضرور قبول فرمائے گا، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

صدقات کی کثرت

رمضان المبارک میں نفلی صدقات بھی زیادہ سے زیادہ دینے کی کوشش کرنی چاہیے، حدیث شریف میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت کا دریا پورے سال ہی موجزن رہتا تھا، لیکن ماہِ

رمضان المبارک میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت ایسی ہوتی تھی جیسے جھونکے مارتی ہوئی ہوائیں چلتی ہیں (بخاری شریف) جو شخص بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتا اس کو ضرور نوازتے۔ لہٰذا ہم کو بھی اس بابرکت مہینے میں اس سنت پر عمل کرتے ہوئے صدقات کی کثرت کرنی چاہیے۔

کھانے کی مقدار میں کمی

ساتویں چیز جس کا لحاظ رمضان المبارک کے مقصد کو حاصل کرنے میں معاون ہے کھانے کی مقدار میں کمی کرنا ہے، کیوں کہ روزے کا مقصد قوتِ شہوانیہ وبہیمیہ کا کم کرنا اور قوتِ ملکیہ ونورانیہ کا بڑھانا ہے، جب کہ زیادہ کھانے سے یہ غرض فوت ہوجاتی ہے، بقول شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا صاحب ہم لوگوں کا حال یہ ہے کہ افطار کے وقت تلافی مافات میں (کہ پورے دن بھوکا رہا) اور سحر کے وقت حفظ ماتقدم میں (کہ پورے دن بھوکا رہنا ہے) اتنی زیادہ مقدار میں کھالیتے ہیں کہ بغیر رمضان کے بھی اتنی مقدار کھانے کی نوبت نہیں آتی جس کی وجہ سے کھٹی ڈکاریں آنے لگتی ہیں، حقیقتاً ہم لوگ صرف کھانے کے اوقات بدلتے ہیں یعنی افطار میں، تراویح کے بعد اور پھر سحری میں، اس کے علاوہ کچھ بھی کمی نہیں کرتے، بلکہ مختلف قسم کی زیادتی ہی ہوجاتی ہے، جس کی وجہ سے قوتِ شہوانیہ و بہیمیہ کم ہونے کے بجائے اور بڑھ جاتی ہے اور مقصد کے خلاف ہوجاتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ما مل ادمی وِعاء شرا مِن بطن بِحسبِ ابنِ ادم اکلات یقِمن صلبه فاِن کان لا محالة فثلث لِطعامِه وثلث لِشرابِه وثلث لِنفسِه (الترمذی، ۲/۶۰) یعنی اللہ تعالیٰ کو کسی برتن کا بھرنا اتنا ناپسند نہیں جتنا پیٹ کا بھرنا ناپسند ہے، ابن آدم کے لیے چند لقمے کافی ہیں جن سے کمر سیدھی رہے، اگر زیادہ ہی کھانا ہے تو ایک تہائی پیٹ کھانے کے لیے رکھے، ایک تہائی پینے کے لیے اور ایک تہائی سانس کے لیے رکھے۔ البتہ اتنا کم نہ کھائے کہ عبادات کے انجام دینے میں اور دوسرے دینی کاموں میں خلل واقع ہو۔

گناہوں سے پرہیز

رمضان المبارک میں خاص طور پر گناہوں سے پرہیز کرنا نہایت ضروری ہے، ہر مومن کو یہ طے کرلینا چاہیے کہ اس برکت ورحمت اور مغفرت کے مہینے میں آنکھ، کان اور زبان غلط استعمال نہیں ہوگی، جھوٹ، غیبت، چغل خوری اور فضول باتوں سے مکمل پرہیز کرے، یہ کیا روزہ ہوا کہ روزہ رکھ کر ٹیلی ویژن کھول کر بیٹھ گئے اور فحش وگندی فلموں سے وقت گزاری ہورہی ہے، کھانا، پینا اور جماع جو حلال تھیں ان سے تو اجتناب کرلیا لیکن مجلسوں میں بیٹھ کر کسی کی غیبت ہورہی ہے، چغل خوری ہورہی

ہے، جھوٹے لطیفے بیان ہورہے ہیں، اس طرح روزے کی برکات جاتی رہتی ہیں۔

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: من لم یدع قول الزورِ والعمل بِہ فلیس لِلہِ حاجۃ فِی ان یدع طعامہ وشرابہ(البخاری:۱/۲۵۵) ’’جو آدمی روزہ رکھتے ہوئے باطل کام اور باطل کلام نہ چھوڑے تو اللہ تعالی کواس کے بھوکا پیاسا رہنے کی کوئی ضرورت نہیں۔یعنی روزے کے مقبول ہونے کیلئے ضروری ہے کہ آدمی کھانا پینا چھوڑنے کے علاوہ معصیات ومنکرات سے بھی زبان ودہن اور دوسرے اعضا کی حفاظت کرے، اگرکوئی شخص روزہ رکھے اور گناہ کی باتیں اور گناہ والے اعمال کرتا رہے تو اللہ کواس کے روزے کی کوئی پروانہیں (معارف الحدیث)

ایک اور حدیث شریف میں حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: رب صائِم لیس لہ مِن صِیامِہ اِلا الجوع ورب قائِم لیس لہ مِن قِیامِہ اِلا السھر (سنن ابن ماجہ :۱۶۹۰) ’’بہت سے روزہ رکھنے والے ایسے ہیں کہ ان کوروزے کے ثمرات میں سے بھوکا رہنے کے علاوہ کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا، اور بہت سے شب بیدار ایسے ہیں کہ ان کورات کے جاگنے (کی مشقت) کے سوا کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا۔ مطلب یہ ہے کہ آدمی اگر گناہوں (غیبت وریا وغیرہ) سے نہ بچے تو روزہ، تراویح اور تہجد وغیرہ سب بیکار ہے۔

حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا’’روزہ آدمی کے لیے ڈھال ہے جب تک اس کو پھاڑ نہ ڈالے یعنی روزہ آدمی کے لیے شیطان سے، جہنم سے اور اللہ کے عذاب سے حفاظت کا ذریعہ ہے، جب تک گناہوں (جھوٹ وغیبت وغیرہ) کا ارتکاب کرکے روزے کوخراب نہ کرے۔‘‘ حضرت عائشہ صدیقہ سے مروی ایک حدیث شریف میں ہے کہ اگر روزے دار سے کوئی شخص بدکلامی اور جھگڑاوغیرہ کرنے کی کوشش کرے تو روزے دار کہہ دے کہ میرا روزہ ہے یعنی میں ایسی لغویات میں پڑکر روزے کی برکات سے محروم ہونا نہیں چاہتا۔ (صحیح بخاری ۱/۲۵۴)

ان تمام احادیث شریفہ کا مدعا یہ ہے کہ روزے کے مقصد (تقویٰ) اور رمضان المبارک کی برکتوں اور رحمتوں کے حصول کے لیے معصیات ومنکرات سے پرہیز نہایت ضروری ہے، اس کے بغیر تقوے کی سعادت سے متمتع نہیں ہوسکتا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی رحمت سے ان تمام باتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، رمضان المبارک کی قدردانی کی توفیق بخشے اوراس بابرکت مہینے کے اوقات کوصحیح طور پر خرچ کرنے کی توفیق نصیب فرمائے، آمین ثم آمین یارب العالمین!

محمد ابوبکر شیخ

ایڈیٹر ماہنامہ ''الجمعیۃ'' راولپنڈی

حقوق نسواں، عورت مارچ اور ہماری ذمہ داریاں

متمدن اور شہری علاقوں میں لڑکے لڑکیوں کی بہت بڑی تعداد یکجا عصری تعلیم حاصل کرتی ہے۔ ان تعلیمی اداروں میں پڑھانے والے، منتظمین اور نجی کالجوں، یونیورسٹیوں کے مالکان کی ایک تعداد این جی اوز سے مالی، فکری اور فنی مدد لیتی ہے۔ ان سب میں سے بعض مالدار و مفاد یافتہ لوگ عورت مارچ، عورت حقوق کیلئے بلند آہنگ نعرے لگا رہے ہیں۔ یہ میڈیا سوشل میڈیا اور سماجی حیثیت میں طاقتور ہیں ملک کے حال و متوقع طور پر مستقبل کے صاحبان اختیار و اقتدار ہیں ان کا جواب غصہ، ناراضگی اور ردعمل کی نفسیات سے مت دیں۔ ان کے پس پردہ عزائم میں سے ایک یہ ہے کہ مذہبی طبقے خصوصا علما و خطبہ واعظین کو مشتعل کیا جائے اور اس اشتعال انگیز ماحول سے حقیقی، ریاستی، قومی اور سماجی مسائل کو دبا دیا جائے۔ مزید یہ کہ نوجوان نسل کو مذہب اور مذہبی طبقات کے مدمقابل کھڑا کیا جائے لہٰذا ضروری ہے کہ جوش کی بجائے ہوش و حکمت سے مذہبی طبقہ اپنا مقدمہ لڑے اور خیر خواہی کے جذبے سے سماجی کردار نبھائے۔ پاکستان کا حقیقی عوامی، سماجی مسلہ غربت و جہالت ہے۔ پاکستان میں فی کس یومیہ ۲ ڈالر سے بھی کم آمدنی والے تقریبا چھ کروڑ لوگ ہیں جنکو خط غربت سے نیچے زندگی گزارنے والا طبقہ شمار کیا جاتا ہے۔ مجموعی طور پر ۱۴ کروڑ پاکستانی مرد و خواتین یکساں طور پر روح و جسم کا رشتہ قائم رکھنے کیلئے شدید ذہنی و جسمانی دباو کا شکار ہیں۔ عورتوں کے حقوق کے علمبردار اتنے بڑے انسانی مسئلے بلکہ المیے پر کوئی حرکت و تحریک برپا نہیں کر رہے۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ یہ گونگے ہیں۔ خواتین حقوق یا برابری کا حالیہ شور و غوغے کا پس منظر یہ ہے کہ پہلی اور دوسری جنگ عظیم کے بعد اس نے شدت اختیار کی تھی۔ جب یورپ و امریکہ کے مردوں کی بڑی تعداد ان جنگوں میں ماری گئی یا کئی کئی سال اپنے ملکوں اور گھروں کو واپس نہیں آئی اصلا یہ ۷۵ سال سے جاری یورپ و امریکہ کا مسلہ تھا جواب بھی ہے۔ دوسری جنگ عظیم کے دوران امریکہ میں عورتوں کو گھروں سے نکل کر امور ریاست حکومت و سماج نمٹانے پڑے۔ امریکی افواج جنگ سے واپس ہوئیں انہوں نے امریکی عورتوں کو پھر سے امور خانہ داری اور جنگ سے پہلے کے کردار و سرگرمیوں کی طرف متوجہ کیا، اس پر اصرار کیا۔ ایسے میں عورتوں کی طرف سے ردعمل آیا اور معاملہ تحریکی و مخاصمانہ شکل اختیار کر گیا۔ جو ایک حد تک Equality at work, equality at home کام میں برابری اور گھر پر برابری کے فارمولے پر ضمناً نمٹا اصلاً امریکی مرد و خواتین نے اس کو آج بھی صرف ایک حد تک ہی قبول کیا ہے۔

فی الحقیقت بنیادی مسئلہ سرمایہ داریت ہے۔ خواتین کی آزادی، بینکنگ کا نظام، صارفیت

(consumerism) اور مصنوعی جنگیں سرمایہ دارانہ نظام کے استحکام کیلئے بہت سے ہتھیاروں میں سے چند بڑے ہتھیار ہیں۔ برصغیر (پاکستان، ہندوستان، بنگلادیش، برما، نیپال) جیسے خطوں میں نسلی، لسانی تقسیم میں پائے جانے والے تضادات کو ابھار کر ان کو اختلاف سے تصادم اور مسلح تصادم کی طرف لے جانا اور ہر فریق کو اسلحہ بیچنا ملکوں ملکوں دیگر جنگی ساز و سامان کے عوض کھربوں ڈالر بٹورنا، سرمایہ دارانہ نظام کے استحکام کا ایک بڑا ذریعہ ہے۔ اسی طرح گھروں میں موجود خواتین کو معیار زندگی بلند کرو کے عنوان سے لمبے چوڑے اخراجات پر اکسانا، مہنگی اور پرتعیش اشیا کی فروخت کے لئے خواتین کو بطور اشتہار استعمال کرنا، ان ضرورتوں وسہولتوں اور آسائشات کو بیچنے کیلئے جن سے ملٹی نیشنل کمپنیوں کو منافع ہوتا ہے۔ یہ منافع غریب، پسماندہ اور ترقی پذیر ممالک سے امریکی و یورپی معیشتوں میں نئے کیپیٹل اخون کی فراہمی کے مترادف ہوتا ہے، گویا کہ عورتوں کے اشتہارات اور اشیا کی فروخت ایک ایسا سفنج ہے جو غریب، کم پڑھے لکھے معاشروں سے خون چوس کر لندن، واشنگٹن، پیرس پہنچا کر وہاں کی معیشتوں میں انڈیل دیا جاتا ہے۔ پاکستان میں شکست خوردہ لیفٹ اور لبرل سستی شہرت اور دل لگی کے لئے خواتین حقوق کی حالیہ لہر میں شامل باجے بنے ہوئے ہیں۔ انہوں نے مہنگی فیسوں والے کالجز اور یونیورسٹیز میں زیر تعلیم بچے بچیوں کو ورغلا رکھا ہے۔ ان کی اپنی حالت یہ ہے کہ ان کے گھروں میں کام کرنے والی غریب خاندانوں کی باجیاں اور ماسیاں ملک میں رائج کم از کم اجرت سے نصف پر ان کے کام کر رہی ہوتی ہیں بلکہ انکے بچے پال رہی ہوتی ہیں۔ یہ انکی چھٹیاں بھی انہیں منانے نہیں دیتے، چھٹیاں کرنے والوں کی تنخواہیں کاٹ لیتے ہیں، ایسی ہی بعض خواتین کی امریاان کے بچے ربڑے آبروریزی بھی کر ڈالتے ہیں۔

پاکستان میں کون سا مذہبی شخص یا جماعت ہے جو عورت پر ظلم کا حمایتی ہو؟ مگر فیمنسٹ گھر گرہستی کے کام کو ظلم بنا کر پیش کرتے ہیں۔ ہم مرد عورت کے کسی بھی استحصال کے خلاف ہیں مگر استحصال کیا ہے اور کیا نہیں یہ طے کرنے کا اختیار مغربی این جی اوز کا کام نہیں اس کیلئے فرقان) قرآن (اور صاحب قران کی سیرت و کردار اور ہماری روایت معیار ہے یا ہمارے مقامی رواجات۔ فیمنزم کی تحریک کو فکری مواد و رہنمائی دینے والے بڑے تاریخی نوعیت کے قلابے ملاتے ہیں۔ یہاں تک کہہ دیا جاتا ہے کہ کم و بیش تمام مذاہب خصوصا ابراہیمی ادیان پدرسری (باپ کی نسبت اور رہنمائی میں) عہد و سماج کے زیر اثر تشریح و تعبیرات رکھتے ہیں۔ ان ادیان سے قبل خواتین ایک سے زائد شوہر رکھ سکتی تھیں۔ اب پابندیاں بے جا ہیں وغیرہ وغیرہ۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اس معاملے میں علمائے کرام اور مذہبی حلقے گہری معلومات باہم شیئر کریں اور دعوتی انداز میں قرآن اور صاحب قرآن کی تعلیمات کی روشنی میں اپنا مدعا پیش کریں۔ فیمنسٹ اور می ٹو لیڈران بڑی ہشیاری سے، ٹی وی اور سوشل میڈیا پر دائیں بازو کے لوگوں کو اشتعال دلا کر انہیں بطور ولن اور خود کو ہیرو بنا کر پیش کرتے ہیں، اس لڑائی سے عورت مارچ، خواتین حقوق کا ایشو پاکستانی ذرائع ابلاغ کیلئے پکی پکائی کھیر بن جاتا ہے۔ میری گزارش ہے کہ ماروی سرمد یا خلیل الرحمٰن قمر جیسا رویہ اپنانے کے بجائے شائستگی سے دین کی دعوت پیش کریں ورنہ دینی کاز کو نقصان پہنچنے کا خدشہ ہوتا ہے۔

مولانا عبداللہ بن مسعود*

عظیم محدث و محقق علامہ ڈاکٹر محمد عبدالحلیم چشتی نعمانیؒ

ہیں حسین اور بھی پر تجھ میں ہے بات نئی
دھج نئی، گھات نئی، وضع نئی، بات نئی

وہ ایک پھول تھے جس کی خوشبو سے فضائیں معطر رہتیں، ایک سائبان تھے جس کے سایہ میں ہر فرد سکون واطمینان کے احساسات سے اپنے وجود کو معمور پاتا، ایک شمع تھے جس کی روشنی میں ہر شخص اپنے آپ کو باہمت، حوصلہ منداور ترقی کی راہ پر گامزن محسوس کرتا۔آج اس شخصیت کی خوشبو سے فضائیں محروم ہیں، وہ شمع جو تشنگانِ علم کے دیوں کو جلا کر ہمت وحوصلہ سے نوازا کرتی وہ اپنی حیاتِ مستعار کے ایام گزار کر اب ہمیشہ کے لیے بجھ گئی ہے، آج سن ۱۴۴۲ھ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ سے تلمذ و بیعت کا عظیم تعلق رکھنے والی عظیم ہستی حضرت استاذِ محترم ڈاکٹر محمد عبدالحلیم چشتی ۹۱ ؍سالہ زندگی گذار کر اِس دارِ فانی سے دارِ بقا کی طرف کوچ کرگئی ہے اور ہزاروں شاگردوں، متعلقین، منتسبین واہل خانہ کو اپنی جدائی کے غم میں مبتلا کر کے ایک بڑا خلا پیدا کرگئی ہے۔

استادِ محترم بڑے عظیم انسان تھے، وہ راقم کے استاد بھی تھے اور مربی بھی، محسن بھی تھے اور مشفق بھی، محبوب بھی تھے اور محبّ بھی۔ان کی کل زندگی کا اثاثہ مدرسہ، طلبہ اور کتابیں تھیں، کتابوں سے بے پناہ محبت اور لگاؤ تھا، گھر میں جدھر نظر اٹھاؤ چاروں طرف کتابیں ہی کتابیں نظر آتیں، الماریوں کے اوپر چھت تک کتابیں بھری رہتیں، جب بھی کسی کتاب کا علم ہوتا جب تک خرید نہ لیتے چین نہ آتا تھا، ایامِ علالت میں کسی کتاب کا تذکرہ کردیا جاتا تو ایسا محسوس ہوتا کہ طبیعت میں

* متخصص فی علوم الحدیث، جامعہ اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی

انبساط وفرحت پیدا ہوگئی ہے۔ ہر وقت کسی نہ کسی کتاب پر جھکے ہوئے نظر آتے یا تلاوتِ قرآن میں مشغول رہتے، اضاعتِ وقت کا تو آپ کی زندگی میں کوئی تصور ہی نہ تھا۔

استاد محترم کا دن اطرافِ عالم سے آئے ہوئے تشنگانِ عالم کے ساتھ درس وتدریس، علمی گتھیوں کو سلجھانے اور حدیث کے اصولی مباحث کی توضیحات میں گزرتا تو شامیں بھی قال اللہ وقال الرسول کے فیض کو عام کرنے میں مصروف رہتیں، مدرسے سے بڑا والہانہ تعلق تھا، غمی کا موقع ہو یا خوشی کا مدرسے کا ناغہ نہیں ہونے دیتے، اپنی اہلیہ کی تدفین سے فارغ ہوتے ہی اگلے دن مدرسے حاضر ہوگئے، سخت بیماری کے ایام میں بھی بارہا مدرسے جانے پر اصرار فرماتے، لاک ڈاؤن کے ایام میں مدرسے بند ہونے کی وجہ سے باہر سے ہی مدرسہ کی زیارت کرائی جاتی تو کچھ تسلی واطمینان حاصل ہوتا، اپنی محبوب ترین شے کتابوں کو بھی اپنے بیٹوں کے باوجود قابل ومستحق ہونے کے وسیع تر افادہ و استفادہ کی خاطر مدرسہ جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے لیے وقف کردیا، حالانکہ کئی جگہوں سے ایک خطیر رقم کی بھی پیشکش کی گئی لیکن مدرسہ کی محبت غالب آگئی۔

استادِ محترم نماز کے حد درجہ پابند تھے، اذان ہوتے ہی نماز کی فکر سوار ہوجاتی، ایامِ علالت میں جب نماز بھی صحیح طور پر ادا نہ ہوپاتی تھی اذان ہوتے ہی اصرار فرمانے لگ جاتے کہ مجھے وضو کرا، مجھے وضو کرا، آخری عمر تک نماز کھڑے ہوکر پڑھنے کا معمول تھا، بسا اوقات نقاہت وضعف کی وجہ سے گر پڑتے لیکن ہمت، حوصلہ اور شوق میں فرق نہ آتا، حیاتِ مستعار کے آخری ایام تک تراویح میں چار چار، پانچ پانچ پارے کھڑے ہوکر سن لیتے، آخری رمضان تک یہی معمول رہا، استادِ محترم کا قرآن سے بڑا لگاؤ تھا، تلاوت سنتے سنتے آنکھیں آنسوؤں سے بھر جاتیں اور آخر کیوں نہ ہو قرآن کریم سے عشق جب کہ استاد محترم نے آنکھیں ہی ایسے ماحول میں کھولیں جہاں گھر کا کیا ذکر آس پڑوس تک سے قرآن شریف پڑھنے کی آوازیں آتی تھیں۔ آپ کو امامت کی سعادت بھی حاصل رہی، تقریباً پانچ سال کراچی یونیورسٹی کی جامع مسجد میں امامت وخطابت اور کم وبیش پندرہ سال گول مارکیٹ کی جامع مسجد میں امامت کے فرائض انجام دیئے، استاد جی کے نواسے محترم بھائی امین صدیقی (جن کو استاد جی اپنے بچوں سے زیادہ محبت و پیار دیا کرتے) سے معلوم ہوا کہ استاد جی کا یہ معمول تھا کہ ہر جمعہ پورے اہتمام وانہماک سے عربی کا ایک نیا خطبہ پیش فرماتے۔

حضرت بڑے خود دار، متواضع اور منکسر المزاج تھے، کسی کا احسان لینا گوارا نہ کرتے بلکہ دوسروں کو دے کر خوش ہوتے۔ جو ان کی کچھ عرصہ صحبت اٹھالیتا ان کا عاشق ہوجاتا، ہر وقت آپ کی

زبان شکرِ الٰہی سے تر رہتی، آپ کی حیات کے کس کس وصف کو بیان کیا جائے، زندگی کا ہر پہلو ہی قابلِ تقلید اور مثالی تھا، اقبال مرحوم کے اشعار میں اگر یوں کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا

زندگانی تھی تری مہتاب سے تابندہ تر
خوب تر تھا صبح کے تارے سے بھی تیرا سفر

حصولِ برکت کے لیے اپنے عظیم استاد کے مختصر حالات بھی اپنی سعادت سمجھتے ہوئے سپرد قرطاس کرتا ہوں۔

حضرت کا نام ''محمد عبدالحلیم'' ہے، والد کا نام ''محمد عبدالرحیم خاطر'' ہے، استاد جی کی ولادت ہندوستان کے مشہور شہر ''جے پور'' میں ۶/اپریل ۱۹۲۹ء بمطابق ذوالقعدہ ۱۳۴۷ھ کو ہوئی۔ آپ کے ابتدائی استاذ جے پور میں مولانا قدیر بخش بدایونی تھے، آپ نے درسِ نظامی کی تکمیل ازہرِ ہند دارالعلوم دیوبند سے کی، آپکی تعلیمی وابستگی دارالعلوم سے ۱۹۴۴ء بمطابق ۱۳۶۳ھ میں قائم ہوئی اور ۱۹۵۰ء بمطابق ۱۳۶۹ھ میں آپ کا یہ تعلیمی سفر مکمل ہوا، پانچ سال آپ کا دیوبند میں قیام رہا اور شرح جامی کے سال سے دورہ حدیث تک کی تعلیم حاصل کی۔ وہاں آپ نے اس وقت کے نام ور علماء و اساتذہ سے شرف تلمذ و کسبِ فیض کے ساتھ دیارِ ہند کے بلند پایہ عالم شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی سے حدیث کا علم حاصل کیا اور انہیں سے بیعت بھی ہوئے۔

پاکستان آنے کے بعد بھی تعلیم کا سلسلہ جاری رہا چنانچہ آپ نے:

☆ کراچی یونیورسٹی سے 1964 میں B.O.L(Bachelor of Oriental Learning) کیا،

☆ 1967 میں M.A(Islamic Studies) کیا،

☆ 1969 میں Post Graduate Diploma (Library Science) کیا،

☆ 1970 میں (Library Science)M.L.S کیا

☆ اور 1981 میں آپ کا لائبریری سائنس پر نہایت مفصل مقالہ بعنوان ''عہدِ عباسی میں اسلامی کتب خانے'' (یہ مقالہ بعد ازاں مزید اہتمام، اضافوں اور تصحیحات کے بعد '' اسلامی قلمرو میں اقرا و علم بالقلم کے ثقافتی جلوے'' کے عنوان سے اشاعت پذیر ہے) مکمل ہوا اور آپ کو پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگری دی گئی، آپ وہ پہلی شخصیت ہیں جن کو پاکستان میں لائبریری سائنس میں پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگری دی گئی، نیز آپ نے بحیثیت مشرف و نگرانِ تحقیق شعبہ لائبریری سائنس سے ایک ریسرچ اسکالر جو بین الاقوامی

اسلامی یونیورسٹی کی مرکزی لائبریری میں سینئر لائبریرین کی حیثیت سے فرائض انجام دے رہے ہیں، انہیں لائبریری سائنس میں پی۔ایچ۔ڈی کرائی بھی ہے۔حضرت کو لائبریری سے متعلقہ امور کا تیس سالہ تجربہ حاصل تھا، آپ نے ملک وبیرون ملک متعدد ومشہور لائبریریوں میں مختلف عہدوں پر چونتیس سال خدمات انجام دیں۔پاکستان کی نیشنل لائبریری میں آپ نے چودہ سال، کراچی یونیوسٹی کی لائبریری میں دس سال اور تقریبا دس سے گیارہ سال نائیجیریا میں Bayero University کی لائبریری میں اپنی خدمات فراہم کیں۔جیسا کہ ابھی ذکر ہوا استاذِ محترم کراچی یونیورسٹی کے شعبہ لائبریری سائنس میں پی۔ایچ۔ڈی سپروائزر بھی رہے اور مشیر مذہبی امور کے عہدہ پر بھی فائز رہے ہیں۔

استاد محترم مولانا ڈاکٹر محمد عبدالحلیم چشتی کو عربی، فارسی اور انگریزی پر یکساں عبور حاصل تھا، انگریزی زبان میں آپ نے علوم اسلامیہ کی تدریس بھی فرمائی، آپ کے اندرون ملک کے علاوہ بیرون ملک کے بھی کئی اسفار ہوئے جن میں سعودی عرب، مصر، ترکی، انگلینڈ، ایران اور ازبکستان وغیرہ شامل ہیں، آپ کئی کتابوں کے مصنف ومؤلف بھی ہیں (اِس حوالے سے ان شا اللہ مفصل تحریر لکھنے کا ارادہ ہے، اللہ سے توفیق کا طلب گار ہوں)، متعدد عرب وغیر عرب اہلِ علم کی تحریرات میں آپ کی کتابوں کے حوالے پائے جاتے ہیں۔شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریاؒ نے آپ کی ایک کتاب سے متعلق یوں تحریر فرمایا ''اب آنکھوں میں پانی اتر آیا ہے، ورنہ میں ایسی کتاب ایک رات میں ختم کرتا تھا''، حضرت کو ۱۹۷۵ء میں کراچی یونیورسٹی کی جانب سے آپ کی ایک کتاب پر ایوارڈ بھی پیش کیا گیا تھا، کتاب کا نام البضاعة المزجاة لمن یطالع المرقاة فی شرح المشکاة ہے، یہ کتاب ملا علی قاری کے حالات، ان کی علمی وقلمی خدمات، مصابیح السنة اور اس کی شروحات، مشکوۃ المصابیح اور اس کی شروحات، بالخصوص مرقاۃ المفاتیح کے تذکرہ پر مشتمل ہے۔ذیل میں متعدد اہل علم، کئی مفید علمی و اصولی مباحث اور اہم کتب کے تذکرے نے کتاب کو چار چاند لگادیے ہیں۔یہ کتاب عالمِ عرب سے بھی زیور طبع سے آراستہ ہوکر منظر عام پر آئی ہے۔

آپ کے قلم سے تصانیف کے علاوہ کئی گراں قدر مقالے اور متعدد وہمہ جہت علمی وتحقیقی مضامین بھی تحریر ہوئے جو ہندوپاک کے متعدد مؤقر مجلات میں شائع ہوتے رہے۔آپ کے کئی مقالات وتالیفات کا عربی اور انگریزی میں بھی ترجمہ ہوا، اللہ تعالیٰ ان میں سے غیر مطبوع علمی سرمایہ کا جلد زیورِ طبع سے آراستہ ہونا آسان فرمائے۔استاد محترم جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن میں شعبہ تخصص فی علوم الحدیث کے مشرف بھی مقرر ہوئے اور کئی تشنگانِ علم کی سیرابی کا باعث بنے، تقریباً دوسو سے زائد قیمتی اور

وقیع مقالہ جات آپ کی نگرانی میں لکھے گئے اور تاحیات آپ جامعہ میں اشراف کی ذمہ داریاں نبھاتے رہے۔آپ سے قبل آپ کے بڑے بھائی مولانا عبد الرشید نعمانی نگران کے فرائض انجام دے رہے تھے، مولانا نعمانی کی حیات میں ہی حضرت استاد محترم مولانا ڈاکٹر محمد عبد الحلیم چشتی نعمانی کو یہ ذمہ داری سونپ دی گئی تھی۔ نیز آپ آخری دس سالوں میں جامعۃ الرشید احسن آباد کے شیخ الحدیث و سرپرست بھی رہے، جامعہ کے مہتمم حضرت مفتی عبد الرحیم صاحب دامت برکاتہم نے آپ کو بڑی محبت واصرار کے ساتھ جامعہ تشریف لانے کی دعوت دی اور سرپرستی کی درخواست کی۔ حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم نے ایک تعزیتی مجلس میں اس واقعہ کا پسِ منظر بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ’’ہم سفید بالوں کو ترس گئے تھے، ہم نے حضرت کو اس لیے دعوت دی تھی کہ حضرت کو سکون و آرام میسر ہو سکے اور حضرت ہماری سرپرستی فرمائیں، ہمیں ایسے بزرگوں کی شفقت کی شدید ضرورت تھی۔‘‘ بندہ بذاتِ خود اس مجلس میں شریک تھا۔ایک اور موقع پر حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم نے اعترافِ حقیقت کے طور پر فرمایا کہ ’’حقیقت یہ ہے کہ ہم اور ہمارے ادارے کو حضرت کی ذات سے خوب فیض حاصل ہوا اور محض حضرت چشتی صاحب کو ہی جامعہ سے نہیں بلکہ ہمارے طلبہ، اساتذہ اور خود جامعہ کو بھی حضرت کی ذات سے بے انتہا فیض اور فائدہ پہنچا‘‘۔

استادِ محترم کے شاگردوں کا سلسلہ دنیا کے مختلف ممالک اور اطرافِ عالم تک پھیلا ہوا ہے، نیز آپ کے شاگرد حدیث، اصولِ حدیث ، اسماء رجال، تذکرہ اور اس سے متعلق علوم وفنون میں تخصصات کے حوالے سے اندرون وبیرون ملک کے مختلف علاقوں میں گراں قدر خدمات بھی انجام دے رہے ہیں۔آپ کے شاگردوں نے آپ کی زیرِ نگرانی کئی وقیع مقالے تحریر فرمائے جن کو عالمِ عرب میں بھی خوب پذیرائی حاصل ہوئی اور اہلِ علم سے دادِ تحقیق وصول کی۔ اِن میں سرِ فہرست محترم مولانا عبد المجید ترکمانی حفظہ اللہ کا مقالہ دراسات فی علوم الحدیث علی منهج الحنفی ہے جو پاکستان میں مکتبہ الکوثر کے تحت چھپ رہا ہے۔استاد محترم ایک وسیع خاندان کے سربراہ بھی تھے،آپ کے چار بیٹے اور آٹھ بیٹیاں ہیں جن میں چار بیٹیاں اور تین بیٹے حافظِ قرآن ہیں، چار بیٹوں میں ایک بیٹے محترم محمد اول ہیں، دوسرے بیٹے ڈاکٹر حافظ محمد ثانی ہیں، ڈاکٹر صاحب حفظہ اللہ نے درسِ نظامی کی تکمیل جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن سے کی اور تخصص فی علوم الحدیث بھی یہیں حضرت مولانا عبد الرشید نعمانی کی زیرِ سرپرستی کیا اور الطبقات الحنفية للذهبی کے عنوان پر مقالہ تحریر فرمایا، آپ اِس وقت وفاقی اردو یونیورسٹی میں صدر شعبہ قرآن وسنہ اور ڈائریکٹر سیرت چیئر کی حیثیت سے

فرائض انجام دے رہے ہیں۔ استادِ محترم کے تیسرے بیٹے محترم حافظ محمود اور چوتھے بیٹے محترم محمد حماد ہیں، حافظ محمود صاحب نے اپنے والد صاحب کی زیرِ نگرانی حفظِ قرآن کریم کی تکمیل کی، گویا آپ صاحبزادے بھی تھے اور شاگرد بھی، یوں استاد محترم کو کلام رسول کے ساتھ کلام اللہ بھی پڑھانے کا موقع ملا، حافظ محمود صاحب نے نائیجیریا میں بھی حضرت کے ساتھ دو سال گزارے (یہ بھی استاد محترم کی حیات کا ایسا گوشہ ہے جس کو قیدِ تحریر میں لانا ہے، اللہ تعالیٰ آسان فرمائیں)، آپ قرآن کریم یاد کرتے اور استاد محترم کو سناتے اِس طرح آپ کا حفظِ قرآن مکمل ہوا، استاد محترم کو اپنے پوتے (حافظ محمود صاحب کے بیٹے) کے حفظِ قرآن کے حوالے سے بھی بڑی فکر رہتی، جب بھی جاتے یہی سوال کرتے کہ کتنا مکمل ہوگیا ہے؟، بقول حافظ محمود صاحب ''ابا میاں اپنے پوتے کی تکمیلِ حفظ سے کچھ عرصہ قبل فرمانے لگے کہ جلد مکمل کرلو، میری سانسیں اسی میں اٹکی ہوئی ہیں''، پوتے کا حفظِ قرآن مکمل ہوا اور استاد جی کچھ عرصہ بعد ہی اِس دنیا سے رحلت فرماگئے۔

حضرت کی ایک صاحبزادی جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کے شعبہ بنات کی ایک طویل عرصہ سے نگران ہیں، آپ کو بھی قرآن کریم سے شغف غالبا اپنے والد سے ہی ورثہ میں ملا ہوا ہے، عام طور پرقرآنِ کریم کی تلاوت میں ہی مشغول رہتیں، سفر میں آتے جاتے کئی پارے تلاوت کرلیتی ہیں، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ استادِ محترم کے پورے گھرانہ کو نظرِ بد سے محفوظ فرمائے۔تبرکا یہ چند سطور تحریر کی گئیں، استادِ محترم کے مذکورہ بالا اوصاف میں سے ہر وصف ہی تفصیلی تذکرے کا متقاضی اور اپنا ایک پسِ منظر رکھتا ہے جس میں عمومی وخصوصی طور پر کئی سبق پنہاں ہیں، اللہ تعالیٰ کی توفیق سے محض اپنی سعادت ونجات کا ذریعہ سمجھتے ہوئے استادِ محترم کی حیاتِ سعیدہ کے مختلف گوشوں، گھریلو طرزِ زندگی، آپ کے کمالات، علمی مجالس، قلمی کاوشوں، اندازِ تدریس وطرزِ تحقیق پر لکھنے کا آغاز کیا ہوا ہے، اگرچہ اِس امر کے زیادہ مستحق وہ حضرات ہیں جو استاد محترم کی طویل صحبتوں سے فیض یاب ہوئے، یہ ان پر قرض بھی ہے اور فرض بھی۔آخر میں تمام قارئین سے درخواست ہے کہ وہ حضرت استاد محترم کیلئے کم از کم تین بار سورہ اخلاص پڑھ کر ایصالِ ثواب فرمادیں، یہ ان کیلئے بھی ان شاء اللہ باعثِ سعادت ونجات ہوگا۔اقبال مرحوم کی اس دعا پر اپنی تحریر کا اختتام کرتا ہوں جو انہوں نے اپنی والدہ کے لیے کی تھی:

مثل ایوان سحر مرقد فروزاں ہو ترا　　نور سے معمور یہ خاکی شبستاں ہو ترا
آسمان تیری لحد پر شبنم افشانی کرے　　سبزۂ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

صاحبزادہ عبدالحق ثانی

دارالعلوم کے شب وروز

جامعہ دارالعلوم حقانیہ کی جلسہ دستار بندی

۱۰/مارچ: جامعہ دارالعلوم حقانیہ کی سالانہ تقریب دستار بندی کی پرنور تقریب ایوان شریعت ہال میں منعقد ہوئی ،جس میں پندرہ سو سے زائد فضلاء اور مفتیان کی دستار بندی کی گئی۔ دوسرے دن ۱۱/مارچ کو بارش کی وجہ سے مرکزی تقریب کا اہتمام نئی زیرتعمیر جامع مسجد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ کے مرکزی وسیع وعریض ہال میں ہوا، حسب سابق لاکھوں فرزندان دین ملک بھر سے تقریب میں شرکت کے لئے جامعہ حقانیہ پہنچے، نماز ظہر کے بعد باقاعدہ تقریب کا آغاز کیا گیا۔تلاوت کلام پاک و نعت رسولؐ مقبول کے بعد نائب مہتمم جامعہ دارالعلوم حقانیہ والد محترم حضرت مولانا حامد الحق حقانی مدظلہ نے اپنے خطاب میں ملک بھر سے آئے مہمانان گرامی کا شکریہ ادا کیا۔ جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے تاریخی کردار پر روشنی ڈالی۔ ملک وملت کو درپیش چیلنجز و عالم کفر کی عالم اسلام کے خلاف جاری ریشہ دوانیوں کا ذکر کیا۔اپنے خطاب میں حضرت والد صاحب نے دادا جان شہید اسلام حضرت مولانا سمیع الحق شہیدؒ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے دنیا بھر کے مظلوم مسلمانوں کی آواز بننے کا عہد دہرایا۔ جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے مہتمم ونائب صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان شیخ الحدیث حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ نے بخاری شریف کی آخری حدیث مبارک کا درس دیا، جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے تاریخی پس ومنظر پر روشنی ڈالنے کیساتھ عالم اسلام کی یکجہتی وفلاح و بہبود کیلئے دعائیں کیں۔شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد ادریس اور حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی صاحبان نے بھی خطاب فرمایا۔

جامعہ کے سالانہ امتحانات وتعطیلات

۶/مارچ کو جامعہ کے سالانہ امتحانات کا آغاز ہوا،امتحان ایک ہفتہ جاری رہنے کے بعد وفاق المدارس کے سالانہ امتحانات ۲۰/مارچ ۲۰۲۱ء سے شروع ہوکر ۲۵ مارچ کو اختتام پذیر ہوئے۔ جامعہ میں وفاق المدارس کی طرف سے امسال چھ امتحانی مراکز تھے،امتحان کے آخری دن حضرت مہتمم صاحب ونائب مہتمم صاحب نے سالانہ تعطیلات کا اعلان کردیا۔

جامعۃ الرشید کراچی کی میڈیا ٹیم JTR میڈیا کی جامعہ حقانیہ آمد

۳/مارچ: جامعۃ الرشید کراچی کی میڈیا ٹیم JTR میڈیا کی جامعہ حقانیہ آمد، ٹیم کی قیادت مولانا عبدالودود صاحب نے کی دیگر ارکان میں جناب عاطف صاحب، جناب عبدالمتین صاحب ودیگر شامل تھے، JTR میڈیا ملک بھر کے معروف دینی مدارس کے نظم ونسق، اسلوب درس وتدریس پر مشتمل ''ہمارے مدارس'' کے نام سے دستاویزی پروگرام ترتیب دیا اور جلد JTR چینل سے نشر کیا جائیگا۔ اسی حوالے سے انہوں نے جامعہ حقانیہ میں تمام شعبوں کی معائنہ کیا اور عکس بندی بھی کی۔ میڈیا ٹیم نے حضرت مہتمم مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ و نائب مہتمم حضرت مولانا حامد الحق حقانی صاحب اور مدیر ''الحق'' مولانا راشد الحق صاحب کے انٹرویوز بھی ریکارڈ کیے۔

مہتمم حضرت مولانا انوار الحق حقانی صاحب مدظلہ کی مصروفیات

یکم مارچ: حضرت مولانا انوار الحق حقانی صاحب نے جامعہ فیض القرآن اٹک میں جلسہ دستار بندی میں بطور مہمان خصوصی شرکت کی اور خطاب فرمایا۔ ۲/مارچ: حضرت مہتمم صاحب نے جامعہ دارالفرقان حیات آباد کے دورہ حدیث شریف کے ۱۹/طلباء کرام کو حدیث کی اجازت دی۔ ۳/مارچ: معہد الصدیق بام خیل میں تقریب دستار بندی وختم بخاری شریف میں شرکت فرمائی اور ختم بخاری بھی کی۔ ☆ بعد از نماز مغرب جامعہ حقانیہ کے مدرس مولانا فیض الرحمٰن حقانی کی کتاب نفح العرف الشذی شرح شمائل ترمذی کی تقریب رونمائی کی صدارت فرمائی۔ ۴/مارچ: جامعہ ابوہریرہ خالق آباد نوشہرہ میں تقریب دستار بندی وختم بخاری شریف میں شرکت فرمائی اور ختم بخاری شریف کا آخری درس دیا۔ ☆ مولانا رفیع اللہ حقانی کے مدرسہ کیمپ اکوڑہ خٹک میں ختم مشکوٰۃ شریف فرمائی۔ ۵/مارچ: جامعہ حقانیہ کی دستار بندی کے انتظامات کے بارے میں اجلاس منعقد کر کے صدارت فرمائی۔ ۶/مارچ: جامعہ دارالادب چارسدہ کے جلسہ دستار بندی میں دورہ حدیث کے طلبا کو وعظ ونصیحت فرمائی۔ ۷/مارچ: جامعہ حلیمہ درہ پیزو لکی مروت میں جلسہ دستار بندی وختم بخاری شریف میں شرکت فرمائی اور ختم بخاری بھی کی۔ ☆ بعد از نماز مغرب دارالحفظ والتجوید جامعہ حقانیہ میں حفاظ کرام کی دستار بندی اور ختم القرآن فرمایا۔ ۸/مارچ: حضرت مہتمم صاحب کراچی تشریف لے گئے اور مولانا نقیب اللہ آغا کے مدرسہ میں جلسہ دستار بندی کے موقع پر علماء وفضلاء سے خطاب فرمایا۔ ۹/مارچ: جامعہ اسلامیہ کلفٹن کراچی میں جلسہ دستار بندی اور ختم بخاری کیلئے تشریف لے گئے۔ ۱۰/مارچ: جامعہ اشرفیہ پشاور میں جلسہ دستار بندی اور ختم بخاری کیلئے تشریف لے گئے، بعد از نماز عصر جامعہ حقانیہ میں ایوان شریعت

ہال میں طلبہ کرام کی دستار بندی فرمائی ۔ ۱۱مارچ: جامعہ دارالعلوم حقانیہ کی سالانہ جلسہ دستار بندی وختم بخاری شریف اور اختتامی دعا فرمائی ۔۱۳مارچ: جامعہ حقانیہ کے سالانہ امتحانات کی نگرانی فرمائی اور اس کے بعد مدرسہ ماسم خیل نوشہرہ میں طلبا کرام کو ختم بخاری شریف فرمائی ، بعد از نماز مغرب جامعہ اسلامیہ راولپنڈی صدر میں ختم بخاری شریف فرمائی۔ ۱۵مارچ: جامعہ اسلامیہ حمیدیہ تخت بھائی میں جلسہ دستار بندی کے لئے تشریف لے گئے ،بوقت عصر جلسہ دستار بندی کیلئے حافظ غنی الرحمٰن خٹک کے مدرسہ حیات آباد تشریف لے گئے ۔ ۱۶مارچ: جامعہ اسلامیہ کچلاک کوئٹہ و دیگر مدارس کی جلسہ دستار بندی کیلئے تشریف لے گئے۔ ۲۲/۲۰مارچ: وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے سالانہ امتحان کے موقع پر امتحانی مراکز کا دورہ کیا

نائب مہتمم حضرت مولانا حامد الحق حقانی صاحب مدظلہ کی مصروفیات واسفار

۲۵فروری: اکوڑہ خٹک کے محلہ برکت آباد میں مسجد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ میں تقریب دستار بندی میں بطور مہمان خصوصی شرکت کی اور خطاب فرمایا۔۱۰مارچ: پشاور کی معروف دینی درسگاہ جامعہ اشرفیہ بجوڑی گیٹ بیاد حضرت مولانا اشرف علی قریشیؒ کی سالانہ تقریب دستار بندی میں شرکت کی اور خطاب فرمایا، اجتماع سے حضرت مہتمم صاحب مدظلہ، شیخ الحدیث حضرت مولانا ادریس صاحب،معروف عالم دین شیخ الحدیث حضرت مولانا فضل محمد صاحب مدظلہ کے علاوہ اجتماع کے میزبان نواسہ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ حضرت مولانا ارشد علی قریشی مدظلہ مدیر جامعہ اشرفیہ نے بھی خطاب فرمایا۔۱۷مارچ: پشاور کے علاقہ شیخ آباد میں مدرسہ شیخ آباد میں تقریب دستار بندی میں بطور مہمان خصوصی شرکت کی اور خطاب فرمایا اسی روز مولانا یونس حقانی کے ادارے بمقام یونیورسٹی روڈ میں تقریب سے بطور مہمان خصوصی خطاب فرمایا۔ ۱۹مارچ: والد محترم حضرت مولانا حامد الحق حقانی صاحب ایک روزہ دورہ پر ہری پور، ایبٹ آباد تشریف لے گئے جہاں انہوں نے جمعیت علمائے اسلام ایبٹ آباد کے ناظم مولانا یوسف شاہ ہزاروی صاحب کے ادارے قلندرآباد میں تقریب ختم بخاری شریف میں مہمان خصوصی شرکت کی اور خطاب فرمایا۔☆ ہری پور میں جمعیت علمائے اسلام کے کابینہ اجلاس کی صدارت فرمائی۔۱۴مارچ: جامعہ دارالعلوم اسلامیہ اضاخیل بالا میں تقریب دستار بندی میں شرکت کی اور خطاب فرمایا۔ ۱۸مارچ: والد محترم حضرت مولانا حامد الحق حقانی صاحب مدظلہ ایک روزہ دورہ پر مردان تشریف لے گئے ،جہاں انہوں نے لوند خوڑ مردان میں جامعہ کے فاضل اور جمعیت کے دیرینہ رہنماء مفتی نامدار علی صاحب کے ادارے میں منعقدہ تقریب دستار بندی میں شرکت کی اور خطاب فرمایا۔ ۳۰مارچ: حضرت علاقہ چھچھ اٹک میں جمعیت علمائے اسلام کے رہنما مولانا توحیدی صاحب کے ادارے میں تقریب دستار بندی میں بطور مہمان خصوصی شرکت فرمائی۔

مولانا محمد اسلام حقانی

تعارف وتبصرہ کتب

● **اہل بیت** تالیف: قائد العمروسی مترجم: مولانا سعید الرحمٰن علوی

ضخامت: ۱۹۰ صفحات ناشر: مکتبہ جمال اردو بازار لاہور رابطہ نمبر: 03224786128

عالم عرب کے ایک محقق اور مصنف قائد العمروسیؒ نے کئی کتابیں لکھی ہے، اس میں چھ رسالے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اہل بیت کے متعلق بھی ہیں جس میں حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا، سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم، سیدہ خدیجہ طاہرہ رضی اللہ عنہا، سیدہ زینب رضی اللہ عنہا، سیدہ رقیقہ وسیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہما، سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا شامل ہے، ان چھ رسائل کا اسلوب تحریر نہایت عمدہ اور زبان نہایت سہل اور خوبصورت ہے۔

زیر تبصرہ کتاب ''اہل بیت'' ان چھ عربی رسائل کا اردو ترجمہ ہے، ترجمہ کی سعادت مولانا سعید الرحمٰن علوی مرحوم نے حاصل کی ہے ترجمہ کرتے ہوئے انہوں نے نہ صرف عربی متن کی چاشنی کو برقرار رکھنے کی کوشش وسعی کی ہے بلکہ بعض مقامات پر حواشی کی صورت میں مفید علمی نکات بھی نہایت اچھے انداز میں تحریر کئے ہیں، اس کا انداز نہایت سہل ہے، نسل نو اسے پڑھ کر اس سے مستفید ہوکر اپنے اسلاف کے طور طریقوں پر اپنے آپ کو ڈھال سکتے ہیں، اس کتاب کی تحریر کا اسلوب اتنا پیارا ہے کہ قاری پڑھ کر کلاسیکل کہانی کے انداز میں حقائق کی سچی تصویر ان کے دل میں اترتی چلی جائے گی، اس موضوع پر یہ ایک بہترین مجموعہ ہے، خواص اور عامۃ الناس یکساں طور پر اس سے استفادہ کرسکتے ہیں، اس موضوع کے اہل ذوق ایک بار ضرور اس مجموعے کا مطالعہ کریں، اللہ تعالیٰ اس کاوش کو مصنف اور مترجم کیلئے رفع درجات کا وسیلہ اور ناشر کیلئے ترقیات کا ذریعہ بنادے (آمین)

● **نور فلک در مسئلہ فدک** تالیف: مولانا حافظ محمد اقبال رنگونی

ضخامت: ۲۶۰ صفحات ناشر: ادارہ اشاعت الاسلام مانچسٹر، لندن رابطہ نمبر 03024248770

اعدائے اسلام اور دشمنان خلفائے راشدین وصحابہ کرام رضی اللہ عنہم جن واقعات کو بنیاد بنا کر رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے رفیق سفر وحضر خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی عزت اور تقدس پر نہایت بے دردی سے جارحانہ حملے کرتے ہیں اور ان پر جذباتیت کا جو مصنوعی رنگ

چڑھاتے ہیں ان میں سے ایک فدک کا مسئلہ بھی ہے، یہ فرقہ اس مسئلے میں خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ذات گرامی پر نہ صرف یہ کہ نقد و جرح کرتے ہیں بلکہ طعن اور دشنام بازی سے بھی باز نہیں آتے، اس مسئلہ پر علمائے اہل سنت کے محقق علماء نے مستند اور مسکت کتابیں لکھی ہے، اس سلسلے کہ ایک حسین کڑی مولانا حافظ محمد اقبال رنگونی کی کتاب ''نور فلک در مسئلہ فدک'' بھی ہے۔

زیر تبصرہ کتاب ''نور فلک در مسئلہ فدک'' میں مولف موصوف نے اس مسئلہ کا تحقیقی جائزہ لے کر مخالفین کے ہفوات کا مدلل اور مستند دلائل سے مسکت جوابات دیئے ہیں اور مسئلہ فدک پر جانشین رسول صلی اللہ علیہ وسلم خلیفہ بلافصل سیدنا ابوبکر صدیقؓ کے خلاف کیئے جانے والے ناپاک پراپیگنڈے کا پردہ چاق کیا ہے اپنے موضوع پر ایک یہ ایک بہتر کاوش ہے، اس موضوع سے دلچسپی رکھنے والے حضرات اس کا ایک مرتبہ ضرور مطالعہ کریں۔

● **معرکہ بالاکوٹ اور گوجر قوم** تالیف: مولانا قاضی مہدی الزمان کھٹانہ

ضخامت: ۱۶۸ صفحات ناشر: مکتبہ جمال اردو بازار لاہور رابطہ نمبر: 03224786128

برصغیر میں گزشتہ ڈھائی سو سال کے دوران کئی جہادی، اصلاحی، انقلابی اور سیاسی تحریکوں نے برصغیر کی تاریخ پر گہرے اثرات ثبت کیئے، حضرت سید احمد شہید اور حضرت شاہ اسماعیل شہید رحمہم اللہ کی تحریک جہاد بھی اس سلسلے کی ایک کڑی تھی جو ۱۸۲۶ء میں رائے بریلی سے شروع ہو کر ۳۱ر مئی ۱۸۳۱ء کو بالاکوٹ کے تاریخی مقام پر منتج ہوئی، یقیناً اس جہاد میں بہت سارے اقوام و قبائل کے افراد نے بھرپور شرکت کی اور فریضہ جہاد میں شمولیت کی سعادت حاصل کر کے تاریخ کے اوراق میں ان اقوام کے مجاہدانہ کارنامے سنہرے الفاظ سے لکھے گئے، تحریک جہاد اور تاریخ ساز نظریاتی معرکوں میں گوجر قوم نے مجاہدین کے ہراول دستے کا کردار ادا کیا اور بعد میں یہی قوم انگریز سرکار کے عتاب اور انتقامی کاروائی کا نشانہ بنے اور انگریز کے زیر اثر تاریخ نویسوں نے اس قوم کو غدار کہہ کر بدنام کرنے کی کوشش کی، ''معرکہ بالاکوٹ اور گوجر قوم'' میں مولانا قاضی مہدی الزمان کھٹانہ نے اس الزام کا بھرپور مدلل تاریخی حوالوں سے جواب لکھا ہے۔ زیر تبصرہ کتاب ''معرکہ بالاکوٹ اور گوجر قوم'' میں مصنف موصوف نے گوجر قوم کی تاریخ پر مفصل روشنی ڈالی ہے اور اس قوم پر بعض تاریخ نویسوں کی الزامات کا تاریخی جائزہ مستند تاریخی حوالوں کی روشنی میں لیا ہے اور تاریخ سے ثابت کیا کہ گوجر قوم نے نہ صرف حضرت سید احمد شہید رحمہ اللہ کی معیت میں جہاد میں بھرپور حصہ لیا بلکہ اپنی جان و مال کی بھی بھرپور قربانی دی، اٹھ ابواب پر مشتمل یہ کاوش اپنے موضوع پر پہلی مستند کتاب ہے، تاریخ

برصغیر سے دلچسپی رکھنے والے حضرات اس سے ضرور استفادہ کریں۔

- **آسان تجویدی قاعدہ** تالیف: مولانا قاری اسد اللہ حقانی

ضخامت: ۵۰ صفحات ناشر: مدرسہ اسلامیہ فریدیہ عمرزئی چارسدہ رابطہ نمبر: 0345 1201302

اللہ تعالیٰ کی مقدس کتاب قرآن کریم ایک ایسی کتاب ہے جس کی حفاظت کی ذمہ داری خود اللہ تعالیٰ نے لی ہے، یہی مقدس کتاب ہر قسم کی لفظی و معنوی تحریف سے محفوظ و مامون ہے، علماء نے جس طرح اس کی تفسیری خدمت کے فرائض سرانجام دی ہے، وہیں قراء حضرات نے اس مقدس کتاب کی قرات و تجوید، الفاظ وحروف کی خدمت کو اپنے لئے سعادت سمجھ کر اس کو سہل سے سہل انداز میں پیش کرنے کی سعی و کوشش کی ہے، قرآن کریم کے تلفظ وحروف کو سمجھنے اور سمجھانے کیلئے قرائے کرام نے ہر عہد میں وقیع خدمات انجام دی ہیں۔ زیر تبصرہ کتاب ''آسان تجویدی قاعدہ'' بھی اس سلسلہ کی ایک کڑی ہے جسے مولانا قاری اسد اللہ حقانی نے مرتب کرنے کی سعادت حاصل کی ہے، مصنف موصوف نے آسان تجویدی قاعدہ کو اپنی تدریسی تجربات کو مدنظر رکھ کر بہترین اسلوب میں بچوں کی آسانی کیلئے مرتب کرنے کی سعی کی ہے، یہ اساتذہ اور بچوں کیلئے یکساں مفید ہے اللہ تعالیٰ مولف کی اس کاوش کو شرف قبولیت سے نوازے (آمین)

- **اربع انہار اربعین نبوی مع تعلیمات واصطلاحات صوفیہ**

تالیف: پروفیسر ڈاکٹر محمد وحید الرحمٰن شاہ ضخامت: ۱۷۲ صفحات

ناشر: خلیفہ ابو محمد قاسم جان خواجہ محمد آصف میرآباد چارسدہ، رابطہ نمبر 0333905656

چالیس احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے حفظ، تبلیغ اور فروغ واشاعت کی فضیلت پر خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت دی ہے، علماء نے موضوعاتی لحاظ سے بھی چالیس احادیث جمع کر کے کتابی صورت میں مرتب کی ہیں اور متفرق انداز میں بھی۔

زیر تبصرہ کتاب ''اربع انہار اربعین نبویؐ اور مع تعلیمات واصطلاحات صوفیہ'' میں پروفیسر ڈاکٹر وحید الرحمٰن شاہ صاحب نے وہ احادیث جمع کر رکھی ہے جس میں ذکر اللہ ومجالس ذکر اللہ کی فضیلت وارد ہوئی ہیں، ہر حدیث کا سلیس اردو ترجمہ اور مناسب تشریح کی، اس کے علاوہ تصوف کے سلاسل پر بھی روشنی ڈالی ہے، ساتھ تصوف کی تعلیمات اور اصطلاحات بھی زیر بحث لائے گئے ہیں، اپنے موضوع پر اچھی کاوش ہے، اللہ قبول فرمائے (آمین)